مسلسل اشاعت کے ۲۸ سال

شمارہ : ۶ جلد : ۱۴

جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ جون 2010

ماہنامہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

لولاک

ملتان

یکایک جو چھا گئی ہیں، غم و درد کی گھٹائیں
گیا کون اس جہاں سے کہ بدل گئیں فضائیں
اٹھا سائبان شفقت، پڑی تیز دھوپ دیکھی
نہیں دور دور چھاؤں، کہاں اپنا سر چھپائیں

مخدوم المشائخ حضرۃ قبلہ کا وصال اور بعد کی صورتحال

میرِ کارواں کی رحلت

ختم نبوت کانفرنس ایبٹ آباد کی تفصیلی رپورٹ

www.khatm-e-nubuwwat.com
www.lolaak.clickhere2.net
www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: ٦ ○ جلد: ١٤

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

زیر سرپرستی: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید صاحب

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری شہیدؒ

مجلسِ منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا محمد نذر عثمانی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفےٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفےٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ ۔ ملتان فون: 061-4783486

ناشر: عزیز احمد مطبع: تکمیل پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم

مخدوم المشائخ حضرت قبلہؒ کا وصال اور بعد کی صورتحال	مولانا اللہ وسایا	3

مقالات ومضامین

میر کارواں کی رحلتؒ	مولانا اللہ وسایا	7
حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ صاحب، حیات وخدمات	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	38
حضرت مرشد ومولانا خان محمد نور اللہ مرقدہ	فیاض حسن سجاد	43

رد قادیانیت

خطبہ صدارت...... ختم نبوت کانفرنس ایبٹ آباد	ادارہ	47

متفرقات

ختم نبوت کانفرنس ایبٹ آباد کی تفصیلی رپورٹ	اعجاز احمد	50
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	55
تبصرہ کتب	ادارہ	56

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

مخدوم المشائخ حضرت قبلہؒ کا وصال اور بعد کی صورتحال!

قارئین لولاک اس روح فرسا خبر سے باخبر ہیں کہ ۵رمئی ۲۰۱۰ء کی شام کو مخدوم المشائخ، مرشد العلماء والصلحاء خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ وصال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے جو صورت حال پیدا ہوئی ہے۔ وہ اتنی مشکل اور لاینحل ہے کہ سمجھ نہیں آتا کہ بات کہاں سے شروع کریں۔ تاکہ گتھی سلجھ جائے۔

حضرت شیخ بنوریؒ ہوں یا حضرت مفتی محمودؒ سب کا خلاء حضرت قبلہؒ نے پر کیا۔ لیکن اب کراچی تا خیبر کوئی شخصیت حضرت قبلہؒ کے خلاء کو پر کرنے والی نظر نہیں آتی۔ اللہ رب العزت کے دین کا کام ہے۔ یہ تو چلنا ہے۔ لیکن جن لوگوں نے حضرت قبلہ جیسی شفیق ومہربان شخصیت کے زیر سایہ کام کیا۔ اب ان کی زندگی بدمزہ ہوگئی۔ آپ کے مدتوں تذکرے رہیں گے۔ لیکن مدتوں آپ کا خلاء پر نہ ہوگا۔ حضرت قبلہؒ کے وصال کے حوالہ سے بہت ساری باتیں اس شمارہ میں قارئین ملاحظہ کریں گے۔

مزید جملہ صاحبزادگان اور مجلس کے ذمہ داران کے فیصلہ کے مطابق کہ:

۱...... آپ کی یاد میں ہفت روزہ ختم نبوت کراچی کا فوری نمبر شائع کیا جائے گا۔

۲...... بعد ازاں عظیم وضخیم نمبر ماہنامہ لولاک ملتان تاریخی دستاویز کے طور پر موقر انداز میں شائع کیا جائے گا۔

۳...... حضرت قبلہؒ کی خودنوشت سوانح (حضرت قبلہؒ کی سالہا سال کی ڈائریوں) کی مدد سے مرتب کر کے کمپوزنگ کے لئے دی جاچکی ہے۔

۴...... رشحات قلم حضرت قبلہؒ کی ترتیب واشاعت کے لئے طے ہوا کہ:

الف...... مختلف رسائل، خطبات صدارت اور آپ کے مضامین۔

ب...... اپیل ہائے برائے مجلس تحفظ ختم نبوت

ج...... مختلف کتب پر آپ کی تقاریظ

د...... دعوت نامے از حضرت قبلہؒ۔

ہ...... آپ کے خطوط کا انتخاب (بالخصوص علماء، مشائخ، حکمرانوں کے نام)

سب کو یکجا کر کے کتابی شکل میں شائع کیا جائے گا۔اس پر کام شروع کر دیا گیا ہے۔خاصہ مواد جمع ہو گیا ہے۔مزید تلاش جاری ہے۔

۵...... اور پھر سب سے آخر میں حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی پر جامع کتاب شائع ہوگی۔

ان تمام امور میں سے جس صاحب کے پاس جو مواد ہو وہ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کے نام مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ ملتان یا حضرات صاحبزادہ صاحبان میں سے جس کے ہاں مناسب سمجھیں خانقاہ سراجیہ میں جمع کرادیں۔اس مواد کو جمع کرنے کے کام کی سرپرستی مولانا صاحبزادہ عزیز احمد اور نگرانی مولانا صاحبزادہ خلیل احمد و صاحبزادہ سعید احمد فرمائیں گے۔صاحبزادہ رشید احمد و صاحبزادہ نجیب احمد بھی مواد جمع کرنے میں بھرپور طریقہ سے کوشش کریں گے۔

جن صاحبان کے پاس: ۱......حضرت قبلہؒ کے خطوط۔۲......کسی کتاب پر تقریظ یا حضرت قبلہ کا کوئی مضمون ورسالہ ہو۔وہ فوری ملتان ارسال فرمائیں۔۳......حضرت قبلہؒ کے متعلق اپنے تاثرات اور حضرت قبلہؒ کی شخصیت پر جو شخص مضمون لکھ سکتا ہو وہ ضرور لکھ کر ارسال کرے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت و خانقاہ سراجیہ

حضرت قبلہؒ کے وصال کے بعد جو سب سے پہلے دو امر پیش آئے وہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت اور خانقاہ سراجیہ میں آپ کے جانشین کی تقرری تھی۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت کے لئے مجلس کے دستور کی دفعہ نمبر ۷ شق نمبر ۵ میں ہے کہ:

''اگر امارت کا عہدہ امیر مرکزیہ کے خود مستعفی ہو جانے یا معزول ہو جانے یا کسی اور وجہ سے خالی ہو جائے تو نائب امیر، امیر مرکزیہ کے قائم مقام ہوگا۔لیکن ضروری ہوگا کہ نائب امیر مجلس عمومی کا اجلاس بلا کر چھ ماہ کے اندر اندر امیر مرکزیہ کا انتخاب کرائے۔'' (دستور مجلس طبع ۵ ص ۱۴)

اس پر دستور کی روح کے مطابق عمل کیا جائے گا۔امید ہے کہ شوال میں چناب نگر سالانہ ختم نبوت کانفرنس کے موقعہ پر مجلس عمومی کے اجلاس میں آئندہ کے لئے امیر مرکزیہ کا انتخاب کیا جائے گا۔

خانقاہ سراجیہ کی مسند نشینی

حضرت قبلہؒ کی حیات مبارکہ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ، قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن زیدہ مجدہ اور خود صاحبزادہ صاحبان نے حضرت قبلہؒ سے درخواست کی اور بار بار کی، شدومد اور اصرار کے ساتھ درخواستیں کیں کہ آپ اپنی جانشینی کے لئے فیصلہ فرمادیں۔کوئی کمیٹی بنادیں۔نامزدگی یا کم از کم رائے مبارک کا اظہار فرمادیں۔تاکہ بعد میں دقت نہ ہو۔لیکن تکرار واصرار کے باوجود حضرت قبلہؒ نے اس پر ایک لفظ بھی ارشاد نہیں فرمایا۔البتہ اتنا فرمادیتے کہ: ''اللہ تعالیٰ بھلی فرمائیں گے۔''

اب حضرت قبلہؒ کے وصال کے بعد سب سے اہمیت کا حامل یہ مسئلہ تھا کہ جانشین کون ہوگا۔ ہر شخص کے پاس یہ سوال تھا۔ مگر جواب کسی کے پاس نہ تھا۔ ۶؍مئی کو صبح جنازہ سے قبل مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ نے چاروں بھائیوں کو حضرت قبلہؒ کے کمرہ میں جمع کیا۔ حضرت قبلہؒ کے سب سے سینئر خلیفہ حاجی عبدالرشید صاحب مدظلہ کو بلا کر فرمایا کہ ہم پانچوں بھائی جمع ہیں۔ میں سب کی طرف سے آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ ہمارے والد مرحوم کے سب سے قریبی ساتھی اور خادم ہیں۔ آپ ہم پانچوں بھائیوں میں سے جس کو مناسب سمجھیں یا ہمارے علاوہ حضرت قبلہؒ کے پانچوں خلفاء: ا...... حاجی عبدالرشید رحیم یار خان۔ ۲...... مولانا نذر الرحمٰن رائے ونڈ۔ ۳...... مولانا عبدالغفور ٹیکسلا۔ ۴...... مولانا محب اللہ لورالائی۔ ۵...... مولانا گل حبیب لورالائی۔ میں سے جسے چاہیں حضرت قبلہؒ کی مسند پر بٹھادیں۔ ہم پانچوں بھائی آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ان دونوں صورتوں میں سے ہم بھائیوں سے کوئی ناخوشگوار امر آپ کو درپیش نہ آئے گا۔

جناب حاجی عبدالرشید صاحب نے اس پر خوشی وانبساط کا اظہار کیا اور فرمایا کہ مجھے اپنے شیخ حضرت قبلہؒ کی اولاد سے اسی کی توقع تھی۔ آپ نے بہت مستحسن فیصلہ کیا۔ میری رائے ہے کہ اس وقت جانشین مولانا صاحبزادہ عزیز احمد ہوں۔ پھر مولانا صاحبزادہ خلیل احمد اور پھر صاحبزادہ نجیب احمد۔ یہ سن کر صاحبزادہ مولانا عزیز احمد نے فرمایا کہ یہ فیصلہ سرآنکھوں پر۔ لیکن اعلان سے قبل باقی چاروں خلفاء سے مشورہ کے بعد آپ یہی یا علاوہ ازیں جو فیصلہ فرمائیں وہ ٹھیک ہے اور ہوگا۔ لیکن سب خلفاء سے صاد کرانے کے بعد۔ تاکہ پھر اس پر کوئی اعتراض کی گنجائش نہ رہے۔ چنانچہ ۷؍مئی ظہر کی نماز تک کے لئے اعلان کو موقوف کر دیا گیا۔ اب جنازہ کا مرحلہ تھا۔ حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد نے مولانا صاحبزادہ خلیل احمد کا خود اعلان کر کے ان سے حضرت قبلہؒ کا جنازہ پڑھوادیا۔ اللھم ولك الشكر ولك الحمد! کہ یہ مرحلہ بھی بخیر وخوبی طے ہوگیا۔

۷؍مئی کو ظہر سے قبل جناب حاجی عبدالرشید صاحب نے پانچوں صاحبزادہ صاحبان کو جمع کیا اور فرمایا کہ تمام حضرات سے مشاورت کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد اور مولانا صاحبزادہ خلیل احمد کو خلافت دے دی جائے اور خلافت کے ساتھ جانشینی مولانا صاحبزادہ خلیل احمد کے سپرد کر دی جائے۔ پانچوں بھائیوں نے اس پر صاد کیا۔ چنانچہ ظہر کی نماز کے بعد پانچوں بھائیوں کو مسجد میں جمع کیا گیا۔ اتنے میں مولانا فضل الرحمٰن بھی تشریف لائے۔ بہت مناسب ہوگا کہ اس موقع پر حضرت مولانا فضل الرحمٰن کا شکریہ ادا کر دیا جائے کہ خانقاہ سراجیہ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جملہ وابستگان پر مولانا نے احسان کیا یا یہ کہ حضرت قبلہؒ کے احسانات کے باعث انہوں نے بہت ہی اپنائیت کا ثبوت دیا۔ تینوں دن ۶، ۷، ۸؍مئی کو پورا پورا دن خانقاہ شریف گزارتے۔ شام کو گھر تشریف لے جاتے اور اگلے دن پھر خانقاہ شریف۔ اس سے تمام وابستگان کو بہت حوصلہ ملا۔

اب ۷رمئی کو جب تمام صاحبزادہ صاحبان کو جمع کرلیا گیا تو مولانا گل حبیب کی درخواست پر خلفائے کرام کے فیصلہ کا مولانا فضل الرحمٰن نے اعلان کیا۔ اتنی خوبصورت گفتگو فرمائی۔ دوستوں نے ریکارڈ بھی کی۔ کاغذ پر منتقل بھی کیا۔ لیکن افسوس کہ ہمیں میسر نہ آسکی۔ ورنہ وہ اس پرچہ کی زینت بنتی۔ مولانا کے اعلان کے بعد جناب حاجی عبدالرشید صاحب نے سب سے پہلے مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صاحب کو خلافت دینے کا اعلان کیا اور دستار خلافت پہنائی۔ اس کے بعد مولانا صاحبزادہ خلیل احمد کو خلافت دینے کا اعلان کیا۔ دستار خلافت ان کے سر پر رکھی اور آپ کی جانشینی کا بھی اعلان کردیا۔

اس موقعہ پر موجود بہت سارے وابستگان حضرت قبلہؒ نے مولانا صاحبزادہ خلیل احمد صاحب کے ہاتھ مبارک پر تجدید بیعت کی۔ اب حضرت قبلہؒ کی صحت کے زمانہ کے معمولات کے مطابق مولانا صاحبزادہ خلیل احمد صاحب نے خانقاہ شریف کے معمولات کو جاری رکھا ہوا ہے۔ اللہ رب العزت خانقاہ شریف کے بانی حضرات کی اس نشانی وکارخیر کو تاابد جاری وساری آباد وشاد رکھے۔ آمین بحرمة النبی الکریم!

اگلے روز ۸رمئی کو ئی حضرت قبلہؒ کے خاندان وبرادری وعلاقہ کے لوگوں کا مسجد میں اکٹھ ہوا۔ حضرت قبلہؒ کے بڑے صاحبزادہ ہونے کے ناتہ سے خاندان وبرادری کے معاملات کو چلانے کے لئے خاندان وبرادری کے لوگوں نے صاحبزادہ مولانا عزیز احمد صاحب کے سر مبارک پر حضرت قبلہؒ کی دستار رکھی اور برادری میں آپ کو حضرت قبلہؒ کا جانشین تسلیم کرنے کی رسم پوری کی۔

حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صاحب کے ذمہ حضرت قبلہؒ کے زمانہ سے مجلس کے جو کام تھے وہ آپ سرانجام دیتے رہیں گے۔ بلکہ آئندہ کے لئے مزید اپنی صلاحیتوں سے مجلس کی بہتری کے لئے دن رات ایک کریں گے۔ اللہ تعالیٰ توفیق رفیق فرمائیں۔ آمین!

حضرت قبلہؒ کے وصال پر تمام صاحبزادہ صاحبان کا دل گرفتہ ہونا، مغموم ہونا فطری امر تھا۔ صاحبزادہ عزیز احمد صاحب نے بڑے پن کا ثبوت دیا۔ تمام مہمانوں کو سنبھالا، چھوٹے تمام بھائیوں کو حوصلہ دیا۔ صاحبزادہ خلیل احمد، صاحبزادہ رشید احمد بہت مغموم تھے۔ لیکن صاحبزادہ سعید احمد صاحب جو حضرت قبلہؒ کے بہت ہی لاڈلے تھے۔ انہوں نے تو رو رو کر خود کو ہلکان کرلیا۔ صاحبزادہ نجیب احمد صاحب محو حیرت تھے کہ پل بھر میں کیا سے کیا ہوگیا۔

لیکن تمام بھائیوں نے آپ کی جانشینی پر متفق ہوکر ایسا کارنامہ سرانجام دیا ہے جو انشاء اللہ حضرت قبلہؒ کی روح مبارک کے لئے بھی خوشنودی کا باعث بنے گا۔ اللہ رب العزت خانقاہ سراجیہ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جمعیت علماء اسلام، تمام دینی اداروں، مساجد ومدارس کے حامی وناصر ہوں۔

امین بحرمة النبی الکریم الخاتم النبیین!

میر کارواں کی رحلت!

مولانا اللہ وسایا

۲۷/اپریل ۲۰۱۰ء کو ظہر کے قریب پہلے مخدوم گرامی صاحبزادہ مولانا عزیز احمد صاحب کا پھر تھوڑی دیر بعد مخدوم گرامی جناب صاحبزادہ نجیب احمد صاحب کا فون آیا۔ مصروفیت کے باعث فقیر دونوں فون نہ سن سکا۔ فراغت پر دونوں نمبروں کو بار بار ملایا۔ پہلے صاحبزادہ نجیب احمد صاحب پھر صاحبزادہ مولانا عزیز احمد صاحب سے بات ہوئی۔ معلوم ہوا کہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ کی طبیعت ٹھیک نہیں اور وہ آپ کو چھوٹے طیارہ سے ملتان لے جارہے ہیں۔ فقیر نے عرض کیا۔ اس وقت چناب نگر ہوں۔ ایبٹ آباد جانا تھا۔ اب سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر کل دوپہر تک ملتان حاضر ہوجاؤں گا۔ ٹھیک ہے۔ یہ کہہ کر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صاحب نے فون بند کردیا۔ اب فقیر نے ملتان مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ کو صورتحال سے مطلع کیا۔ آپ نے بھی چناب نگر تشریف لانا تھا۔ چنانچہ ۲۸/اپریل ظہر تک ملتان حاضر ہوئے۔ عصر کے وقت ملتان سیال کلینک جاکر تمام صاحبزادہ صاحبان سے ملاقات ہوئی۔ قبلہ حضرت صاحبؒ کی بھی عیادت کا شرف حاصل کیا۔ معلوم ہوا کہ بخار، یرقان، بلڈ پریشر کئی عوارض نے گھیر لیا۔ تو چوہدری شجاعت حسین، چوہدری پرویز الٰہی صاحب سے ان کا ذاتی طیارہ مانگا اور قبلہ حضرت صاحبؒ کو لے کر ملتان سیال کلینک آگئے۔ چیک اپ اور علاج شروع ہوا۔ جملہ ٹیسٹ ٹھیک اور طبیعت اب بہت بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ قبلہ حضرت صاحبؒ سے پھر ملے، اجازت طلب کی، دفتر آگئے۔ ملک بھر سے مہمانوں کا تانتا بندھ گیا۔ میاں خان محمد سرگانہ کی کوٹھی اور دفتر ختم نبوت مہمانوں کا پہلا اور آخری پڑاؤ تھے۔ دوست یہاں تشریف لاتے، معلومات حاصل کرتے پھر زیارت وعیادت کے عمل سے فراغت کے بعد تشریف لاتے۔ مختصر قیام کے بعد ان کی واپسی ہوجاتی۔ فقیر ۲۹/اپریل کو پھر حاضر ہوا۔ طبیعت میں بہت حد تک بہتری کے آثار تھے۔ معلوم ہوا کہ قبلہ حضرت صاحبؒ نے مغرب کی نماز خود پڑھائی۔ زیارت ہوئی واپس آگئے۔ ۳۰/اپریل جمعہ بوسن روڈ ملتان پڑھ کر ۳/بجے کے قریب سیال کلینک حاضر ہوا۔ قاری عبدالرحمٰن رحیمی ملتان، قاری عبدالرحمٰن ضیاء سرگودھا والوں سے ملاقات ہوئی۔ معلوم ہوا کہ بیماری کوئی نہیں صرف کمزوری ہے۔ اس کا علاج ہو رہا ہے۔ اب قبلہ حضرت صاحبؒ آرام فرمارہے ہیں۔ ہڑپہ کے جناب محمد رمضان بگھیلہ نے فقیر کو دیکھ لیا۔ تھوڑی دیر بعد تشریف لائے۔ اشارہ سے مجھے بلایا۔ قبلہ حضرت صاحبؒ کے کمرہ میں لے گئے۔ محترم ڈاکٹر عنایت اللہ صاحب، محترم صاحبزادہ نجیب احمد صاحب، محترم حکیم سلطان صاحب کمرہ میں موجود تھے۔ کمرہ میں داخل ہوتے ہی صاحبزادہ نجیب احمد صاحب نے قبلہ حضرت صاحبؒ سے عرض کیا کہ اللہ وسایا آیا ہے۔ قبلہ حضرت صاحبؒ نے دائیں ہاتھ کو جنبش دی۔ فقیر نے فوراً مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔

باہر کے لوگوں کے لئے دیوار میں لگے ہوئے شیشے کے پردے ہٹا دیئے گئے۔ باہر سے دوستوں نے زیارت کے لئے لائن بنائی اور زیارت شروع ہوگئی۔ فقیر دس منٹ قریباً قبلہ حضرت صاحب کے رخ مبارک کو تکتا

رہا۔ اب قبلہ حضرت صاحب نے اشارہ کیا آپ کو بٹھا دیا گیا۔ قبلہ حضرت صاحب نماز عصر کے لئے تیاری کا فرما رہے تھے۔ صاحبزادہ نجیب احمد صاحب نے عرض کیا کہ ابھی کچھ وقت باقی ہے۔ پھر عصر کا وقت داخل ہوگا۔ اس دوران حضرت قبلہؒ اپنے بیڈ پر بیٹھے ہوئے اور پاؤں نیچے لٹکائے ہوئے۔ صاحبزادہ نجیب احمد صاحب نے فقیر کو حکم کیا کہ کوئی بات کرنی ہو تو موقعہ ہے۔ یہ سن کر قبلہ حضرت صاحبؒ نے بھی فقیر کی جانب نظر عنایت فرمائی۔ فقیر قریب ہوا تو قبلہ حضرت صاحبؒ کے پہلو میں بیڈ پر صاحبزادہ صاحب نے بٹھا دیا۔ فقیر نے سکھر و سیالکوٹ کی عظیم الشان ختم نبوت کانفرنسوں کی رپورٹ پیش کی۔ قبلہ حضرت صاحبؒ ہر بات پر ’’اللہ تعالیٰ قبول فرمائے‘‘ فرماتے رہے۔ فقیر نے عرض کیا کہ آج سفر کرنا ہے۔ چناب نگر جانا ہے۔ پھر ایبٹ آباد کا سفر ہے۔ ایبٹ آباد کانفرنس کی تیاری کی بھی رپورٹ پیش کی۔ تو آپ نے فرمایا۔ ’’اللہ تعالیٰ آسانیاں پیدا فرمائے‘‘ اجازت لی اور پندرہ بیس منٹ کے بعد فقیر کمرہ سے باہر آ گیا۔

اب کمرہ کے باہر لگی کرسیوں پر جناب ڈاکٹر پروفیسر عنایت اللہ صاحب صاحبزادہ نجیب احمد صاحب اور فقیر بیٹھ گئے۔ ڈاکٹر صاحب سے قبلہ حضرت صاحبؒ کی طبیعت کی بحالی کی بابت معلومات حاصل کرتے رہے۔ کچھ دیر بعد باہر کھڑے ہو کر شیشہ سے قبلہ حضرت صاحبؒ کو دیکھا اور واپس دفتر چلا آیا۔ آتے ہی سفر پر روانہ ہوگیا۔ راستہ میں صاحبزادہ صاحبان مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا صاحبزادہ خلیل احمد، صاحبزادہ حافظ رشید احمد، جناب صاحبزادہ سعید احمد، سے سفر کی اطلاع عرض کی۔ قبلہ حضرت صاحبؒ سے اجازت کی رپورٹ پیش کی۔ ۳رمئی کی صبح چناب نگر سے چل کر داتہ ضلع مانسہرہ میں مغرب کے بعد پہلا بیان مولانا عزیز الرحمٰن ثانی کا اور دوسرا فقیر کا ہوا۔ رات مانسہرہ آ گئے۔ ۴رمئی کو ظہر کے بعد شنکیاری، مغرب کے بعد ہری پور کی ختم نبوت کانفرنسوں میں شرکت کی۔ ۵رمئی کو تناول کی کانفرنس میں بیان ہوا۔ واپس آئے مغرب کے بعد مولانا عزیز الرحمٰن ثانی کا جامع مسجد ناڑی مانسہرہ میں عظیم الشان ختم نبوت میں بیان شروع ہوا۔ فقیر کا قیام جناب عبدالرؤف صاحب روفی کے مکان پر تھا۔ آٹھ بجے انہوں نے کانفرنس میں شمولیت کے لئے تیاری کا فرمایا۔ فقیر اٹھا، فون پر گھنٹی بجی، آن کیا تو دفتر مرکزیہ کے عبدالناصر جمالی نے کہا کہ قبلہ حضرت صاحبؒ کا وصال ہوگیا ہے اور یہ کہ میں اس وقت ہسپتال سے بول رہا ہوں۔ اس افسوسناک خبر سننے کے لئے پہلے سے تیار نہ تھے۔ یکدم طبیعت بجھ گئی۔ بالکل سمجھ نہ آیا کہ کیا ہوا۔ وضو کے لئے جاتے ہوئے عبدالرؤف صاحب سے صورتحال عرض کی وہ بھی ششدر رہ گئے۔ وضو کر کے آیا تو صاحبزادہ مولانا عزیز احمد صاحب کو فون کیا۔ وہ اتنا ہی فرما سکے کہ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون! پھر فون منقطع ہوگیا۔ کانفرنس میں گیا۔ ثانی صاحب بیان کر رہے تھے۔ ان کے بیان کو روکا، ایبٹ آباد کانفرنس کی تیاری پر ۳،۴ منٹ معروضات عرض کیں۔ پھر قبلہ حضرت صاحبؒ کی رحلت کی خبر سنائی۔ اجتماع انا للّٰہ وانا الیہ راجعون! کی صداء سے گونج اٹھا۔ فقیر نے مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کو دعاء کے لئے عرض کیا۔ عبدالرؤف صاحب کے گھر آئے۔ کھانا کھایا۔ عشاء پڑھی، ایبٹ آباد اور پھر وہاں سے خانقاہ شریف کے لئے سفر شروع ہوا۔

ادھر ملتان سے قبلہ حضرت صاحبؒ کے جسد خاکی کو لے کر جملہ صاحبزادہ صاحبان اور قاری عبدالرحمٰن ضیاء، بمع دیگر احباب کے ملتان سے سڑک کے راستے روانہ ہوئے۔ راستہ میں دو تین بار مظفر گڑھ، چوک اعظم کے

قریب ان حضرات سے رابطہ ہوا۔ جنازہ بعد از ظہر خانقاہ شریف ہوگا۔ اس فیصلہ کی اطلاع بھی ملی۔ اب فون تو چپ ہونے کا نام نہ لیتا تھا۔ ساتھیوں کو جنازہ کے وقت کی اطلاع کرتا رہا۔ تعزیتیں وصول ہوتی رہیں۔ پریشانی کا سفر کتنا مشکل سے کٹتا ہے۔ بوجھل دل سے سفر کی کوفت بھی دو آتشہ ہو جاتی ہے۔ جیسے کیسے خانقاہ شریف کی حدود میں داخل ہوئے تو فجر کی اذانیں ہو رہی تھیں۔ معلوم ہوا کہ جسد خاکی بھی پہنچ گیا ہے۔ مسجد و مدرسہ کا پورا احاطہ مہمانوں کی آمد سے اٹا ہوا تھا۔ اندازہ ہوا کہ جس ساتھی کو بھی قبلہ حضرت صاحبؒ کے وصال کی اطلاع ملی جو جس حال میں تھا سنتے ہی سفر پر روانہ ہو گیا۔ نماز فجر با جماعت پڑھی۔ در و دیوار، مسجد کی ایک ایک اینٹ سے اداسی ٹپکتی محسوس ہوتی تھی۔ اب سمجھ میں آیا کہ پریشان خیال آدمی پورے ماحول کو پریشان خیال کر دیتا ہے اور آج تو پریشان خیالی ہر شخص کے چہرہ اور ماحول کے ہر ذرہ سے عیاں تھی۔ فجر کی نماز پڑھ کر دائیں جانب نظر پڑی تو میاں خان محمد سرگانہ کے عزیز نوعمر جناب طاہر صاحب نماز پڑھ رہے تھے۔ وہ سلام پھیر کر مصافحہ کے لئے تشریف لائے۔ فقیر نے ان سے عرض کیا کہ صاحبزادہ مولانا عزیز احمد صاحب سے عرض کرنا ہے کہ: ''اللہ وسایا عرض کرتا ہے کہ قبلہ حضرت صاحبؒ کے غسل وکفن کے عمل میں اگر سہولت سے ممکن ہو تو مجھے بھی شریک کیا جائے۔'' اب مسجد میں قاضی احسان احمد اور دوسرے حضرات سے ملاقات ہوگئی۔ حضرت ناظم اعلیٰ صاحب کا بھی معلوم ہوا کہ وہ تشریف لا چکے ہیں۔ مسجد سے قبلہ حضرت صاحبؒ کی مسند نشینی کے کمرہ کے دروازہ پر آیا۔ وہ مکفل، چاروں جانب ساتھیوں کا ہجوم، وہیں قبلہ حضرت صاحبؒ کے کمرہ کے دروازہ پر برآمدہ میں بیٹھ گیا۔ آٹھ بجے کے لگ بھگ مولانا محمد کامران شریک دورہ حدیث باب العلوم کہروڑ پکا، جو قبلہ حضرت صاحبؒ کا خادم بھی رہا ہے۔ وہ آیا اور اکیلے مجھے ساتھ چلنے کے لئے کہا۔ وہاں سے مدرسہ وہاں سے ڈیرہ وہاں سے صاحبزادہ سعید احمد صاحب کے گھر کے سامنے کے راستہ سے قبلہ حضرت صاحبؒ کے کمرہ میں لے گیا۔ وہاں مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صاحب کے علاوہ چاروں صاحبزادگان، یوسف صاحب، حکیم سلطان صاحب، قاری عبدالرحمٰن صاحب اور کوئی ایک آدھ ساتھی اور بھی ہوگا موجود تھے۔ اب قبلہ حضرت صاحبؒ کے جسد خاکی کو جہاں غسل دینا تھا وہاں لے گئے۔ صاحبزادہ خلیل احمد صاحب وصاحبزادہ سعید احمد صاحب تو مہمانوں کی آمد کے شدید دباؤ پر باہر تشریف لے گئے۔ صاحبزادہ رشید احمد، صاحبزادہ نجیب احمد صاحب اوّل سے آخر تک غسل کے عمل میں شریک کار رہے۔ پانی ڈالنے کی ڈیوٹی قاری عبدالرحمٰن نے لی۔ وضو کرانے کی سعادت فقیر کے حصہ میں آئی۔ صابن لگانے میں یوسف، حکیم صاحب فقیر اور دوسرے احباب شریک رہے۔ اس دران میں کافی عمل مکمل ہو گیا تو فقیر نے پاؤں دھونے کی ڈیوٹی سنبھال لی۔ قاری عبدالرحمٰن صاحب نے پانی ڈالا۔ فقیر نے پانی میں آنسوؤں کی آمیزش شامل کر کے صابن لگایا۔ لو صاحب اس عمل سے بھی فارغ ہوگئے۔ اب جسم مبارک کو خشک کرنے کے لئے سر مبارک سے کندھوں تک کا حصہ فقیر نے سفید کپڑا سے خشک کیا۔ باقی بھی ہر ساتھی اس سعادت میں شریک رہا۔ اب آپ کو کفنانے کے لئے پہلے سے تیار شدہ چارپائی پر لایا گیا۔ کیا خوبصورت لگ رہے تھے۔ کیا سفید کپڑے کفن کے آپ پر سج رہے تھے۔ اب دوبارہ آپ کو آپ کے کمرہ میں لایا گیا۔ آخری بار پھر شربت دیدار نصیب ہوا اور پھر دل ترساں، چشم بریاں سے واپس خانقاہ شریف حضرت قبلہؒ کے کمرہ کے باہر برآمدہ میں آبیٹھا۔ کراچی سے حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، حضرت مفتی خالد محمود، حضرت مولانا سلیم اللہ خان، حضرت مولانا محمد

یحییٰ لدھیانوی بمعہ جملہ برادران، مولانا محمد انس جلاپوری اور دیگر بہت سارے حضرات کے آنے کی لحہ لحہ کی خبر اور فون، معلوم ہوا کہ بلا مبالغہ درجنوں دوست تو عشاء سے فجر تک جتنے جہاز کراچی سے لاہور یا راولپنڈی آئے سب پر آتے گئے۔ اب مولانا محمد یحییٰ صاحب کی خبر سن کر نو تعمیر شدہ مدرسہ کے مہمان خانہ میں گئے۔ وہاں حضرت ناظم اعلیٰ صاحب، مولانا محمد عبداللہ بھکر اور دیگر بہت سارے حضرات کا جم غفیر جمع ہوگیا۔ اتنے میں جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا کے شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ بمع رفقاء تشریف لائے۔

قارئین! اب ناموں کے شمار کی بحث کو یہاں ختم کرتا ہوں کہ کون کون آئے۔ یہاں یہ بحث اصولاً غلط ہے۔ اس لئے کہ یہ سوال نہیں کہ کون آیا؟ اگر یہ سوال ہو تو بہت آسانی ہو جائے گی کہ کون نہیں آسکا؟ میرے خیال میں کوئی قابل ذکر بزرگ جسے بروقت اطلاع ہوئی اور وہ جنازہ میں شامل ہونے پر قادر تھا۔ وہ پیچھے نہیں رہا۔

مہمان خانہ میں رش ہوا تو فقیر پھر خانقاہ شریف آ گیا۔ قبرستان کی چاردیواری پر اینٹیں دیکھیں تو سمجھ میں آیا کہ قبر مبارک کی تیاری کا کام شروع ہے۔ وہاں چلا گیا تو ساتھیوں نے کرم کیا۔ اندر جانے کی اجازت مل گئی۔ اعلیٰ حضرتؒ کے پڑپوتے اور صاحبزادہ محمد حامد سراج کے بڑے صاحبزادے جناب محمد اسامہ کی سربراہی میں قبر مبارک کی کھدوائی و تیاری کا عمل جاری تھا۔ اب بہت دیر وہاں پر کھڑے ہونے کا موقعہ مل گیا۔ ایک بجے واپس آ کر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ کے ہمراہ مولانا عبدالقدوس قارن کی امامت میں ظہر کی نماز مدرسہ کے مہمان خانہ میں پڑھی۔ اب جو نکلے تو رش اتنا بڑھ گیا تھا کہ بہت ہی مشکل سے قبرستان خاص کے شرق سے جنازہ گاہ کی طرف گئے۔ تیس ایکڑ سے زائد جگہ جنازہ پڑھنے کے لئے مختص تھی۔ وہاں تو رش الامان والحفیظ۔ لیجئے قارئین! اب میرے حضرت قبلہ کا سفر آخرت کا یہ مرحلہ بھی آپ کی آنکھوں کے سامنے آ جائے۔ توجہ فرمائیے:

۱...... تیس ایکڑ سے زائد جگہ جنازہ پڑھنے کے لئے مختص کیا گیا۔ لیکن جب صفیں بنیں تو خانقاہ شریف کے شرق میں واقع نہر و سڑک تک جا پہنچیں۔

۲...... بہت سارے دوست ٹالہی کے درختوں پر چڑھ کر صفوں کو دیکھنے لگے تو انہوں نے گواہی دی کہ چہار جانب تاحد نگاہ انسان ہی انسان تھے۔

۳...... میانوالی ٹول پلازہ پر پنڈی سرگودھا سے آنے والوں کی صرف کاروں کا چند گھنٹوں میں شمار پینتیس ہزار سے زائد شمار ہوا۔ ملتان، مظفر گڑھ، ڈیرہ اسماعیل خان، بھکر، ڈیرہ غازیخان، کی طرف سے آنے والی کاریں جن کا ٹول پلازہ سے تعلق نہ تھا ان کی بھی اتنی تعداد تسلیم کر لی جائے تو ستر ہزار سے زائد صرف کاریں تھیں۔

۴...... یہی وجہ ہے کہ کندیاں موڑ سے خانقاہ شریف تک سڑک کے دونوں جانب گاڑیوں کو پارک کیا گیا۔ خالی کھیتوں کے درمیان جو گاڑیاں تھیں وہ علاوہ ازیں۔

۵...... ایک مرحلہ آیا کہ میانوالی سے چشمہ تک ٹریفک میں گاڑیوں سے گاڑیاں مل گئیں اور بجائے چلنے کے، رینگنے لگیں۔ کئی کئی گھنٹے وہاں پہنچنے میں لگے۔

۶...... پھر یہ بھی ہوا کہ کندیاں موڑ سے خانقاہ شریف لوگوں کو پیدل سفر کرنا پڑا اور اس رش و ہجوم کو جس نے بھی دیکھا یہی کہا کہ کندیاں تا خانقاہ خلق خدا ایک دوسرے سے ملے ہوئے چل رہے تھے۔

۷...... پنجاب، بہاولپور سے پنڈی، اسلام آباد، اٹک، اکوڑہ خٹک، کشمیر، قصور، فیصل آباد، لاہور تک ہمارے دینی جامعات سے کئی کئی بسوں پر اساتذہ وطلباء نے سفر کیا۔ ان کی تعداد بھی ستر ہزار کاروں کے ساتھ شامل کی جائے۔ تو سامعین کی تعداد لاکھوں پر مشتمل جا بنتی ہے۔ ستر ہزار کاریں ہوں، فی کار اوسطاً چار آدمی ہوں تو دولاکھ اسی ہزار افراد تو یہ بنتے ہیں۔ پیدل، بسوں، ٹرینوں، ویگنوں پر جو لوگ آئے ان کو بھی شامل کریں تو یہ بات درختوں پر چڑھنے کی صحیح لگتی ہے کہ چاروں جانب تا حد نگاہ انسان ہی انسان تھے۔ ایک سیلاب تھا جو امڈ آیا تھا۔

۸...... رب کریم کی شان بے نیازی کہ گذشتہ سال ۵رمئی کو حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ کا وصال ہوا اور اس سال ۵رمئی کو حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ کا۔

۹...... یہ بھی عجیب تر ہے کہ جنازہ کی نماز سے کچھ دیر قبل گویا جوں ہی جنازہ کی گاڑی پنڈال میں آئی۔ اگلی صفوں کے سروں پر ابابیلوں جیسے چھوٹے چھوٹے پرندوں نے پرواز شروع کی۔ جونہی جنازہ ختم ہوا جنازہ گاڑی، جنازہ کو لے کر قبرستان کی جانب چلی تو پنڈال سے وہ پرندے بھی غائب ہوگئے۔

۱۰...... مئی اپنی گرمی کے اعتبار سے گرم، پھر میانوالی کی گرمی۔ لیکن اس دن صبح سے شام تک موسم ایسا دلنواز ودلپسند، ٹھنڈا، روح افزاء کہ رب کریم کی سخاوت پر ہر شخص جھوم اٹھے۔ سبحان اللّٰہ بحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم!

چلئے صاحب! جنازہ ۲ بجے کا اعلان تھا ایک بجے سے لوگوں نے صفوں میں کھڑا ہونا شروع کر دیا دو بجے تو تل دھرنے کی جگہ نہ رہی۔ اتنا وسیع پنڈال، سپیکر کا بھرپور خوبصورت جامع نظام، اتنے ہجوم کی صف بندی پر پون گھنٹہ صرف ہوا۔ پونے تین بجے مولانا صاحبزادہ خلیل احمد نے جنازہ کے لئے تکبیر تحریمہ کہی۔ اللّٰہ اکبر! واقعی اللّٰہ ہی بہت بڑا ہے۔

جنازہ ختم ہوا۔ اب واپسی قبرستان کی جانب کا تو تصور بھی نہ تھا۔ پرانے مدرسہ کی غربی جانب سے پھر مشرق کی جانب، مسجد وخانقاہ سے ہوتے ہوتے قبرستان پہنچا تو کسی اللّٰہ کے بندہ کو ترس آگیا اور میرا مقدر جاگ اٹھا۔ دروازہ کھلا تو قبرستان میں جا پہنچا۔ اس وقت میرے حضرت قبلہ کو لحد میں لٹایا جا چکا تھا۔ سر مبارک سے پاؤں مبارک تک اس حالت میں پھر آخری دیدار، ہر چند کہ ضبط کے بندھن ٹوٹے۔ لیکن سوائے صبر کے چارہ نہ تھا۔

صاحبزادہ سعید احمد قبر میں کھڑے اینٹیں لگوا رہے تھے۔ نجیب میاں پاؤں کی جانب بیٹھے محو دیدار۔ خلیل احمد مشرق کی جانب۔ رشید احمد مغرب کی سائیڈ پر رہے۔ صاحبزادہ عزیز احمد تو وہ مہمانوں میں گھرے، اب ہر لحہ ہم اپنے حضرتؒ سے دور ہوتے چلے جا رہے تھے اور ہمارے حضرت قبلہؒ اللّٰہ تعالیٰ کے حضور قریب سے قریب تر ہوتے جا رہے تھے۔ اب اینٹوں کی لگوائی کا عمل مکمل ہوا۔ مٹی ڈالنے کا مرحلہ آیا تو صاحبزادہ عزیز احمد بھی پہنچ گئے۔ خانقاہ شریف کے احاطہ میں ہر شخص کو مٹی ڈالنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ کوئی مٹھی بھر کر، کوئی لپ بھر کر، کوئی بیلچہ سے تو کوئی کسی سے مٹی ڈال رہا ہے۔ بڑے سکون محبت واحترام کے اس منظر پر دل پسیجا کہ کیا ہو رہا ہے۔ سیدہ فاطمۃ الزہرائؓ کا وہ قول یاد آیا کہ جب آپ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ تم کیسے آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کو مٹی سے بھرنے پر آمادہ

ہوگئے تھے۔تم نے یہ کیسے گوارا کرلیا؟ لیکن جب سے دنیا بنی ہے۔ جب تک رہے گی۔ یہ عمل بھی برابر دھرایا جاتا رہے گا۔ ہر شخص اپنی سب سے قریبی شخصیت کو رحمت حق کے سپرد کرتا چلا جائے گا کہ آخر اس کے بغیر چارہ ہی کیا ہے۔ آدھی مٹی ڈل چکی تو فقیر وہاں سے پھر خانقاہ شریف آ گیا۔

اب جب قبر مبارک تیار ہوگئی تو شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ کے سب سے بڑے صاحبزادہ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد نے الوادعی دعا کرائی۔ قبرستان وخانقاہ شریف کے احاطہ میں موجود ہر آدمی نے اس میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ اتنی دیر میں کیا سے کیا ہوگیا؟۔

کل جس ذات گرامی سے ہر شخص دعا کرتا تھا۔ آج سبھی ان کے لئے دعا کر رہے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بھی ان کا ساتھ نصیب فرمادے۔ آمین بحرمۃ النبیؐ الکریم! لیجئے اب میں حضرت قبلہؒ کے حالات کی طرف آتا ہوں۔

آغاز

ہمارے حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ صاحب کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ ملک خواج محمد عمر بن ملک مرزا خان بن ملک غلام محمد۔ قوم تلوکر۔ جو راجپوت برادری کی ایک شاخ ہے۔ تلوکر قوم کا قدیم پیشہ زمیندارہ ہے۔ خواج محمد عمر صاحب خداترس، نیک خصلت، سادہ منش زمیندار تھے۔ خانقاہ موسیٰ زئی شریف کے سراج الاولیاء حضرت خواجہ سراج الدینؒ سے بیعت کا تعلق تھا۔ آپ ان کے خدمت گار، محب ومخلص مرید تھے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ آپ کو ''نکا'' مرید سے یاد فرماتے تھے۔ ''نکا'' سرائیکی زبان میں چھوٹے کو کہتے ہیں۔ نکا مرید یعنی چھوٹا مرید۔ غالباً اس کی وجہ یہ تھی کہ خواج محمد عمر صاحب، حضرت خواجہ ابوالسعد احمد خانؒ بانی خانقاہ سراجیہ کے چچازاد بھائی تھے۔ خواجہ ابوالسعد احمد خانؒ کی بیعت بھی حضرت خواجہ سراج الدینؒ سے تھی۔ وہ بڑے مرید اور آپ کے چچازاد بھائی خواج محمد عمر صاحب کو شاید اسی نسبت سے نکا مرید (چھوٹا مرید) کے نام سے یاد فرماتے۔

خواج محمد عمر کو اللہ تعالیٰ نے چار صاحبزادے بالترتیب ملک شیر محمدؒ، مولانا خواجہ خان محمدؒ، ملک فتح محمدؒ، ملک محمد افضلؒ ودیعت فرمائے۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ صاحب کی تاریخ پیدائش حتمی طور پر متعین کرنا مشکل ہے۔ اس لئے کہ اس زمانہ میں تاریخ پیدائش کے لکھنے کا خاندان میں رواج نہ تھا۔ البتہ قرائن وواقعات کو سامنے رکھ کر آپ کے سوانح نگاروں نے ۱۹۲۰ء تاریخ پیدائش لکھی ہے۔ اب آپ کے وصال کے بعد خانقاہ شریف کی لائبریری میں موجود دلائل الخیرات کے حواشی پر دیکھنے والوں کے قول کے مطابق خاندان کے دیگر حضرات کے علاوہ حضرت خواجہ خان محمد صاحبؒ کی تاریخ پیدائش ۱۹۰۹ء حضرت اعلیٰ کے قلم سے لکھی ہوئی ملی ہے۔ ۱۹۲۰ء کی تاریخ کا تعین کیا جائے آپ کی عمر مبارک اکانوے سال اور ۱۹۰۹ء کا اعتبار کیا جائے تو پھر عمر مبارک ایک سو سال بنتی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب) موضع کھولہ بستی ڈنگ نزد کندیاں میں آپؒ کی پیدائش ہوئی۔ یہاں پر ہی خواجہ محمد عمر اور آپ کا پورا خاندان آباد تھا۔ چشمہ بیراج کی تعمیر پر وہاں سے نقل مکانی کر کے اکثر خاندان خانقاہ سراجیہ میں آکر آباد ہوا۔ خانقاہ سراجیہ کی بعد میں بنیاد رکھی گئی۔

ابتدائی تعلیم

حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ صاحب جب تعلیم کے قابل ہوئے تو آپ کو بستی ڈنگ کے قریب موضع کھولہ کے لوئر مڈل سکول میں داخل کرایا گیا۔ آپ نے چھٹی جماعت تک یہاں پر تعلیم حاصل کی۔

لطیفہ غیبی

ایک دن خانقاہ سراجیہ کے بانی حضرت مولانا خواجہ ابوالسعد احمد خانؒ المعروف ''اعلیٰ حضرت'' نے اپنے چچازاد اور پیر بھائی ملک خواج عمرؒ سے فرمایا کہ آپ کے پاس ایسی تین چیزیں ہیں جو میرے پاس نہیں۔ ان میں سے ایک مجھے دے دیں۔ ان دنوں خانقاہ سراجیہ کے لنگر خانہ میں دودھ دینے والی کوئی بھینس نہ تھی۔ خواج عمر صاحبؒ کے پاس تین بھینسیں دودھ دینے والی تھیں۔ اس لئے آپ سمجھے کہ لنگر کے لئے بھینس کا حضرت اعلیٰؒ اشارہ فرمارہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تینوں بھینسیں لنگر کے لئے حاضر ہیں۔ حضرت اعلیٰؒ مسکرائے اور فرمایا کہ ہمیں آپ کی بھینسوں سے سروکار نہیں۔ آپ اپنے تینوں بیٹوں میں سے (ابھی محمد افضل آپ کے سب سے چھوٹے بیٹے کا تولد نہ ہوا تھا) ایک مجھے دے دیں۔ خواج عمر صاحبؒ نے ایک لحہ سوچ بغیر فرمایا کہ جون سا بیٹا آپ فرمائیں حاضر ہے۔ حضرت اعلیٰؒ نے ہمارے حضرت خواجہ خان محمدؒ کی بابت فرمایا کہ یہ ہمیں دے دیں۔ سچ ہے کہ: ''قدر زر زرگر بداند قدر جوہر جوہری۔'' حضرت اعلیٰؒ کی خدمت اور آپ کی علمی وروحانی وراثت وجانشینی خانقاہ سراجیہ کی ترقی، سلسلہ نقشبندیہ کی ترویج اور دین اسلام کی اشاعت کے لئے یوں ہمارے حضرت خواجہ خان محمدؒ صاحب کو اللہ رب العزت نے منتخب فرمالیا۔ فالحمدللہ!

ہمارے حضرت خواجہ خان محمدؒ صاحب سکول چھوڑ کر دینی تعلیم کے لئے وقف ہوگئے۔ اس زمانہ میں خانقاہ سراجیہ، جامع مسجد، کتب خانہ، تسبیح خانہ، مہمان خانہ کی تعمیر کا کام ہورہا تھا۔ حضرت اعلیٰؒ کی سرکردگی میں آپ کے خلیفہ وجانشین حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ المعروف ''حضرت ثانی'' اس کام کے نگران تھے۔ حضرت ثانیؒ دارالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل تھے۔ حضرت اعلیٰؒ نے ہمارے حضرت خواجہ خان محمدؒ صاحب کو پڑھانے کے لئے حضرت ثانیؒ اور حضرت مولانا سید عبداللطیف شاہؒ احمد پور سیال کو حکم فرمایا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ان اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور دینی تعلیم میں مشغول ہوگئے۔ تعلیم کے ساتھ اپنے استاذ گرامی ذی وقار کے ساتھ خانقاہ سراجیہ کی ابتدائی تعمیر میں بھی شامل رہے۔ آپ نے مولانا عبداللطیف شاہؒ سے قرآن مجید اور ابتدائی کتب اور حضرت ثانیؒ سے صرف ونحو کی تعلیم مکمل کی۔ قرآن مجید، فارسی، نظم ونثر، صرف ونحو کی تکمیل کے بعد بھیرہ ۱۹۳۷ء میں بقیہ تعلیم کے لئے تشریف لے گئے۔

بھیرہ میں تعلیم

انجمن حزب الانصار بھیرہ کے زیر اہتمام دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ کا اس دور میں چہار سو شہرہ تھا۔ حضرت مولانا نصیرالدین بگویؒ اور حضرت مولانا ظہور احمد بگویؒ دونوں حضرت اعلیٰؒ سے بیعت تھے۔ اس تعلق کی بناء پر آپ کو

دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ میں حضرت اعلیٰؒ نے داخل کرایا۔ اس زمانہ میں دارالعلوم عزیزہ کا اہتمام حضرت مولانا ظہور احمد بگویؒ کے پاس تھا۔ آپ بہت ہی متبحر عالم، مناظر اور مبلغ اسلام تھے۔ ان دنوں بھیرہ حزب الانصار کے ناظم تبلیغ حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ تھے۔ مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ بہت بڑے خوش الحان مقرر اور شعلہ نوا، جفاکش خطیب تھے۔ بعد میں آپ نے مجلس احرار اسلام کل ہند کے پلیٹ فارم سے آزادی ہند کے لئے گرانقدر خدمات انجام دیں۔ پاکستان بننے کے بعد حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے اپنے گرامی قدر رفقاء کے ساتھ مجلس تحفظ ختم نبوت کی بنیاد رکھی تو بانی ممبران میں مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ بھی شامل تھے۔ زندگی کے آخری سانس تک عالمی مجلس کے شعبہ تبلیغ سے وابستہ رہے۔ اسی طرح بہاولپور کے معروف مذہبی وسیاسی رہنماء حضرت مولانا علامہ رحمت اللہ ارشدؒ مغربی پاکستان اسمبلی کے رکن تھے۔ پنجاب اسمبلی کے قائد حزب اختلاف بھی رہے۔ بلاء کے پارلیمنٹیرین مقرر تھے۔ خراش، تراش کر قدرت نے ملکہ خطابت آپ کو دیا تھا۔ وہ بھی ان دنوں دارالعلوم عزیزہ بھیرہ میں مدرس تھے۔ ہمارے حضرت خواجہ خان محمدؒ صاحب نے اس ماحول میں بھیرہ میں تین سال تک دیگر علوم کی تحصیل کی۔ بھیرہ دارالعلوم کے حضرات، خانقاہ سراجیہ سے بیعت وارشاد کا تعلق رکھتے تھے۔ اس لئے حضرت قبلہ کو اس نسبت سے شفقتوں سے بھرپور مالا مال کیا۔ آپ کی تعلیم وتربیت پر خصوصی نظر رکھی۔ آپ نے اپنی ذاتی شرافت، کم گوئی، بھرپور محنت وخداداد قابلیت سے اساتذہ کی نظروں میں مقبولیت حاصل کر لی۔ دارالعلوم کی انتظامیہ نے آپ کی انتظامی صلاحیتوں کو بھانپ کر دوران تعلیم ہی آپ کو دارالعلوم کے مطبخ کا انچارج بنادیا۔ آپ نے مطبخ کا نظم اس خوبصورتی سے چلایا کہ اساتذہ، منتظمہ اور طلباء میں آپ کو ہردلعزیزی حاصل ہوگئی۔

قدرت کے فیصلے

دارالعلوم عزیزیہ میں آپ کی تعلیم کے درمیان میں ناظم تبلیغ مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ تھے۔ جب آپ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر اور پھر امیر بنے تو انہی مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ نے آپ کی زیر صدارت تبلیغی خدمات سرانجام دیں۔ اسی طرح مولانا رحمت اللہ ارشدؒ جو آپ کی تعلیم کے دنوں دارالعلوم عزیزیہ کے مدرس تھے۔ جب حضرت قبلہ خانقاہ سراجیہ کے گدی نشین اور پھر مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر بنے تو ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت چلی تو انہیں مولانا رحمت اللہ ارشدؒ نے آپ کا بہاولپور اسٹیشن پر استقبال کیا۔ جب بھی آپ کا خانقاہی یا مجلس کے پروگرام کے سلسلہ میں بہاولپور کا سفر ہوتا تو استقبال والوداع کے لئے اسٹیشن پر ضرور تشریف لانے میں اپنی سعادت سمجھتے اور حضرت قبلہؒ بھی ان سے بہت ہی عزت وتکریم کا معاملہ فرماتے۔ مولانا رحمت اللہ ارشدؒ نے ایک دن مجلس میں فرمایا کہ:

''مولانا خواجہ خان محمدؒ صاحب کی زبان پر تقدیر بولتی ہے۔'' حاضرین نے اس جملہ پر ان کی طرف تعجب سے دیکھا تو انہوں نے اپنا واقعہ سنایا کہ ایوب خان کے عہد اقتدار میں بہاولپور کے ایک کمشنر کا تبادلہ رکوانے کے لئے میں بہت فکر مند تھا۔ لاہور، اسلام آباد اپنے متعلقین سے پورا اثر ورسوخ استعمال کرنے، سفارشیں کروانے کے باوجود کامیابی نہ ہوئی۔

اسی سلسلہ کے ایک سفر سے بہاولپور اسٹیشن اترا تو اسٹیشن پر دوسری طرف بہت سے تعلق والے علماء، صلحاء کے جم غفیر کو دیکھا۔ ملنے پر معلوم ہوا کہ مولانا خواجہ خان محمدؒ صاحب کی تشریف آوری ہے۔ استقبال کی غرض سے یہ حضرات جمع ہیں۔ استقبالیوں کے ساتھ میں بھی انتظار میں کھڑا ہوگیا۔ ٹرین آئی، حضرت خواجہ خان محمدؒ صاحب اترے تو باری آنے پر مصافحہ کرتے ہی کمشنر کے تبادلہ رکوانے کی بابت اپنی پریشانی کا عرض کیا۔ سن کر ایک لحہ توقف کیا اور پھر فرمایا کہ: ''آپ اسلام آباد چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ بھلا فرمائیں گے۔'' میں ضرورت مند تھا۔ کس کے پاس جانا ہے؟۔ کیا کرنا ہے؟۔ کچھ نہ پوچھا۔ اتنے میں کراچی سے ٹرین آ رہی تھی۔ ٹکٹ لیا اور لاہور چلا آیا۔ وہاں سے جہاز پر بیٹھا اور راولپنڈی چکلالہ ائیر پورٹ اترا۔ وی آئی پی لاونج میں ایوب خان کے بھائی بہادر خان مل گئے۔ معلوم ہوا کہ صدر مملکت کسی سفر سے واپس آ رہے ہیں۔ ان کے استقبال کے لئے آئے ہیں۔ ان سے ساری صورتحال عرض کی۔ انہوں نے حامی بھرلی۔ ایوب خان کا طیارہ اترا۔ استقبال کیا۔ بہادر خان نے ایوب خان سے تبادلہ کمشنر رکوانے کے لئے میرے حوالہ سے گذارش کی۔ ایوب خان نے کھڑے کھڑے ہاٹ لائن پر آرڈر جاری کیا۔ میں اسی فلائٹ سے لاہور آیا۔ وہاں سے ٹرین پکڑی بہاولپور شادمان و فرحان، کامیاب و کامران اترا۔ ایک درویش خدا رسیدہ کی اتنی بات کہ: ''اسلام آباد چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ بھلا فرمائیں گے۔'' فرمادینے سے میرا کام ہوگیا۔

یہاں پر مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی خطیب غلہ منڈی و ناظم مجلس تحفظ ختم نبوت ٹوبہ ٹیک سنگھ کی روایت عرض کئے بغیر چارہ نہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ سے بارہا سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ برصغیر میں مولانا عبدالعزیز سرگودھویؒ (جو حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری کے خلیفہ و جانشین تھے) سے بڑا عبادت گذار کوئی نہیں اور مولانا خواجہ خان محمدؒ صاحب سے بڑا مستجاب الدعوات کوئی نہیں۔ یہ عام آدمی کی بات نہیں اپنے زمانہ کے سب سے بڑے عالم دین کی اپنے شاگرد حضرت خواجہ خان محمدؒ صاحب سے متعلق شہادت ہے۔

العظمة للّٰه وللرسوله وللمؤمنين • فالحمدللّٰه اوّلاً وآخراً!

جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں داخلہ

ہمارے حضرت خواجہ خان محمدؒ صاحب نے بھیرہ سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ضلع سورت صوبہ گجرات انڈیا میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے داخلہ لیا۔ یہ آپ کی تعلیم کا موقوف علیہ کا سال تھا۔ آپ نے تفسیر سے جلالین، حدیث شریف سے مشکوٰۃ، فقہ سے ہدایہ اور عربی ادب سے مقامات حریری، ایسی کتابیں حضرت مولانا عبدالرحمٰن امروہیؒ، حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ، حضرت سید محمد یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا محمد ادریس سکروڈھویؒ، حضرت مولانا عبدالعزیز کیمل پوریؒ (اٹک) ایسے یگانہ روزگار اساتذہ سے پڑھیں۔ یہاں پر ایک واقعہ جو ہمارے حضرت خواجہ خان محمدؒ صاحب کی جلالت شان پر دلالت کرتا ہے۔ اسے درج کرنا ضروری ہے۔ وہ یہ کہ آپؒ نے ڈابھیل سے دیگر اساتذہ کے علاوہ شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ سے بھی شرف تلمذ حاصل کیا۔ کچھ عرصہ بعد پاکستان بنا۔ حضرت بنوریؒ ابتدائی کچھ عرصہ پاکستان بننے کے بعد بھی ڈابھیل میں تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ پھر پاکستان میں دارالعلوم ٹنڈوالہ یار خان سندھ میں تشریف لائے۔ پھر مدرسہ عربیہ

اسلامیہ نیوٹاؤن کراچی میں قائم کیا۔ جو آج جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کے نام سے چہاردانگ عالم میں مشہور یونیورسٹی کا درجہ حاصل کر چکا ہے۔

ہمارے حضرت خواجہ خان محمدؒ صاحب نے اگلا سال ۱۹۴۰ء دیوبند میں گذارا۔ پھر خانقاہ سراجیہ تشریف لائے۔ حضرت ثانیؒ سے تصوف کی تکمیل کی۔ آپ کی رحلت کے بعد خانقاہ سراجیہ کی مسند نشینی پر فائز ہوئے۔ آپ کی شہرت رفتہ رفتہ ملک گیر ہوئی۔ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ تک آپ کی بزرگی اور شیخ وقت ہونے کے حوالہ سے روایات پہنچیں۔ آپ کے دل میں خانقاہ سراجیہ حاضری اور ہمارے حضرت خواجہ خان محمدؒ صاحب سے ملاقات کا داعیہ اور پھر شوق پیدا ہوا۔ ویسے آپ خانقاہ سراجیہ سے متعارف تھے۔ اس لئے کہ یہاں حضرت اعلیٰؒ کے زمانہ میں حضرت بنوریؒ کے آئیڈیل اور استاذ، نابغہ روزگار حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ تشریف لا چکے تھے۔ اپنے استاذ کی زبانی خانقاہ کے مشہور عالم نادر کتب پر مشتمل کتب خانہ کی تعریف سن چکے تھے۔ چنانچہ آپ خانقاہ سراجیہ تشریف لائے۔ اتفاق کی بات ہے کہ ہمارے حضرت خواجہ خان محمدؒ صاحب خانقاہی سفر کے سلسلہ میں ہری پور تشریف لے جا چکے تھے۔ حضرت بنوریؒ نے مزارات پر حاضری دی۔ خانقاہ شریف کے ماحول سے دل خوش کیا۔ کتب خانہ دیکھا۔ آپ نے بھی یہاں سے سرحد جانا تھا۔ تو آپ نے اپنے دورہ کی ترتیب بدلی اور ہری پور تشریف لے گئے۔ ہمارے حضرت خواجہ خان محمدؒ صاحب ہری پور محلّہ درویش میں مولانا قاضی شمس الدینؒ کے ہاں قیام پذیر تھے۔ صبح حضرت بنوریؒ مولانا قاضی شمس الدینؒ کی قیام گاہ پر بغیر اطلاع کے تشریف لائے۔ ہمارے حضرت خواجہ خان محمدؒ صاحب آپ کے رفقاء اور ہری پور کی دینی قیادت وعلماء تصور نہیں کر سکتے تھے کہ بغیر پروگرام واطلاع کے حضرت شیخ بنوریؒ ایسے متبحر عالم دین اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود یہاں تشریف فرما ہو سکتے ہیں۔ ہمارے حضرت خواجہ خان محمدؒ صاحب قاضی شمس الدینؒ کے ہاں ناشتہ کے لئے دستر خوان پر بیٹھے ہی تھے کہ گلی میں شور ہوا کہ حضرت بنوریؒ تشریف لائے ہیں۔ اچانک یہ خبر سنتے ہی سب عید کے چاند کی طرح حضرت بنوریؒ کے استقبال کے لئے کھڑے ہوگئے۔ اتنے میں حضرت بنوریؒ کمرہ میں داخل ہوئے۔ سب نے استقبال کیا۔ حضرت بنوریؒ نے ہمارے خواجہ خان محمدؒ صاحب سے فرمایا کہ حضرت آپ کی تعریف سنی۔ خانقاہ شریف حاضر ہوا، کتب خانہ دیکھا، مزارات پر حاضری دی۔ آپ کے یہاں تشریف فرما ہونے کا سنا۔ دعا وملاقات کی غرض سے پروگرام تبدیل کر کے ہری پور چلا آیا۔ ہمارے حضرت خواجہ خان محمدؒ صاحب، حضرت شیخ بنوریؒ کی باادب اور دوزانو ہو کر بات سنتے رہے اور پھر گویا ہوئے۔ حضرت میں کیا اور میری ملاقات کیا۔ مجھے کراچی بلوا بھیجتے۔ سعادت سمجھ کر سر کے بل حاضر ہوتا۔ یہ سب آپ کا فیض ہے۔ میں تو آپ کا شاگرد ہوں۔ حضرت بنوریؒ یہ سن کر چونکے۔ فرمایا وہ کیسے؟۔ مجھے تو بالکل یاد نہیں۔ کہاں، کب اور کیا پڑھا مجھ سے؟۔ حضرت خواجہ خان محمدؒ صاحب نے فرمایا کہ ڈابھیل میں فلاں سال مقامات آپ سے پڑھی۔ حضرت بنوریؒ نے تعجب سے پھر ہمارے حضرت خواجہ خان محمدؒ صاحب کو بغور دیکھا اور فرمایا بالکل یاد نہیں آرہا۔ اچھا تو کون کون سے ساتھی آپ کے ہم کلاس تھے۔ ہمارے حضرت خواجہ خان محمدؒ صاحب نے بعض ہم درس ساتھیوں کے نام بتائے۔ حضرت شیخ بنوریؒ نے اس پر بھی فرمایا بالکل یاد نہیں آرہا۔ خیر حضرت بنوریؒ

نے دعا کے لئے فرمایا۔ حضرت خواجہ خان محمدؒ صاحب نے آپ کے باادب ہاتھ پکڑ کر دعاء کے لئے ایسے انداز میں التجا کی جیسے بیٹا باپ سے یا مرید شیخ سے کرتا ہے۔ حضرت بنوریؒ کے آنسو ابل پڑے۔ دعاء ہوگئی۔ حضرت بنوریؒ نے اجازت چاہی۔ ہمارے حضرت خواجہ خان محمدؒ صاحب نے سواری تک استاذ محترم کو الوداع کہنے کے لئے مشایعت کی۔ چلتے چلتے حضرت بنوریؒ نے وعدہ لیا کہ جب کراچی آنا ہو قیام میرے مدرسہ میں ہوگا۔ آپؒ نے بسروچشم قبول کیا۔ حضرت بنوریؒ رخصت ہوئے۔ واپسی پر حضرت بنوریؒ نے ساتھیوں سے فرمایا کہ حضرت مولانا خان محمدؒ صاحب کو جو سنا تھا اس سے بھی بڑھ کر پایا۔ ایک تو ان کی مجلس کے برکات دیکھے۔ دوسرا چہرہ پرنور ولایت ملاحظہ کیا۔ تیسرا بے نفسی کی انتہاء کو نیچے ہوئے۔ خدارسیدہ ہیں۔ اگر ذرہ برابر ان میں دنیاداری ہوتی کبھی ظاہر نہ کرتے کہ میں آپ کا شاگرد ہوں۔ مریدوں پر رعب جمانے کے لئے خاموش رہتے کہ کتنا کامل ہوں کہ بنوریؒ جیسے شخص مجھے ملنے کے لئے میرے دروازے پر آئے۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ صاحب نے سب حقیقت کھول کر بیان کردی۔ یہ ان کی بے نفسی کا کمال ہے اور مجھے خوشی ہوئی کہ ایسے باکمال سے استاذ ہونے کا تعلق قائم ہے۔ غرض:

خوشبو آنست کہ خود بگوید نہ کہ عطار بگوید

دارالعلوم دیوبند میں داخلہ

ڈابھیل سے اگلے سال (۱۹۴۱ء) میں دارالعلوم دیوبند میں دورہ حدیث شریف کے لئے داخلہ لیا۔ تب دارالعلوم دیوبند کی مسند حدیث وصدر مدرس کی سیٹ پر شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ براجمان تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا کرنا ہوا ایسے کہ حضرت مدنیؒ نے بخاری شریف کا افتتاحی سبق پڑھایا اور پھر تحریک آزادی میں سرگرم حصہ لینے کے باعث حوالہ زندان ہوگئے۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ، حضرت مولانا اعزاز علیؒ اور ذی قدر مشائخ وقت سے آپ نے صحاح ستہ، مؤطین، طحاوی، پڑھ کر دارالعلوم دیوبند سے تحصیل علوم کی سند فراغ حاصل کی۔ دیگر حضرات کے علاوہ جامعہ محمدی شریف ضلع جھنگ کے معروف عالم دین وشیخ وقت، محقق ومصنف حضرت مولانا محمد نافع بھی حضرت قبلہ کے دورہ حدیث کے ساتھیوں میں سے ہیں۔ ہمارے حضرت خواجہ خان محمدؒ صاحب ۱۹۴۱ء میں دارالعلوم میں دیوبند سے فارغ ہوئے۔ جب کہ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خانؒ آپ کے مربی، سرپرست اور مرشد اوّل کا انتقال بھی ۱۹۴۱ء میں ہوا۔

وادی سلوک میں

علوم متداولہ کی تحصیل وتکمیل اور دارالعلوم دیوبند سے فراغت سے قبل خانقاہ سراجیہ کے بانی حضرت مولانا خواجہ ابوالسعد احمد خانؒ وصال فرماچکے تھے۔ اب آپ کے جانشین وخلیفہ اجل حضرت مولانا محمد عبداللہ المعروف حضرت ثانیؒ مسند نشین تھے۔ ہمارے حضرت خواجہ خان محمدؒ صاحب کی آپ سے شاگردی کی نسبت پہلے سے قائم تھی۔ آپ نے حضرت ثانیؒ سے بیعت کی اور آپ سے علم تصوف حاصل کرنے کے لئے زانوتلمذ تہہ کیا۔ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی تین بار مکمل، کنز الہدایات مولانا محمد باقر لاہوری، مکتوبات حضرت شاہ غلام علی، مکتوبات حضرت خواجہ محمد معصوم اور ہدایۃ الطالبین جیسی کتب تصوف کو سبقاً سبقاً حضرت ثانیؒ سے پڑھا۔ حضرت ثانیؒ نے طلب

صادق پاتے ہی مرید کامل بنانے کے لئے توجہ دینے کا ساتھ ساتھ سلسلہ جاری رکھا۔ ہمارے حضرت خواجہؒ صاحب کی اس زمانہ کی مصروفیات کو دیکھا جائے تو عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ آپ اپنے یومیہ معمولات کیونکر مکمل کر لیتے تھے۔

تصوف کے اسباق پڑھنے، مدرسہ کے طلباء کو کئی درسی کتب پڑھانی، اپنے گھر بار کی ضروریات، اپنے مرشد اوّل حضرت خواجہ ابوالسعد احمد خانؒ کے گھر بار کی خدمت، ذکر واذکار، تلاوت، مراقبہ کے یومیہ معمولات اور پھر اپنے شیخ واستاذ کی ہمہ نوع کی خدمت، صبح وشام ان کے مزاج کی رعایت سے چائے بنانا، بستر لگانا، وضو کا انتظام کرنا، شیخ کی خدمت میں حاضر باش رہنا۔ خانقاہ شریف کے واردین ومہمانان کے جملہ لوازمات سمیت انتظامات، اپنے مربی ومرشد اور خانقاہ شریف کے لنگر کی اشیاء خورد ونوش کی خریداری، اپنے مرشد کے ساتھ مہینوں اسفار، غرض گرمی، سردی، دھوپ، بارش، صبح وشام، دن رات کی مصروفیات، آپ کے مجاہدہ کی عملی مثال پیش کرنا اس دور میں نہ صرف مشکل ہے بلکہ اسے سمجھنا بھی دشوار ہے۔

محنت کا صلہ

آپ کی انہیں مجاہدانہ بھرپور محنت نے بڑی سرعت کے ساتھ آپ کو اپنے مرشد ثانیؒ کا نقش ثانی بنادیا۔ حضرت ثانیؒ بھی بال بال اور ہرحال آپ سے نہ صرف خوش بلکہ دل وجان سے راضی ومہربان تھے۔ ہرچند کہ راقم اس وادی کا مسافر نہیں۔ لیکن پڑھا اور سنا ہے کہ نقشبندی سلسلہ میں توجہ شیخ نسخہ تصوف کا جزو اعظم ہے۔ قدرت جب کرم کرے تو مرشد حضرت اعلیٰؒ کو حضرت ثانی جیسا جانشین، حضرت ثانیؒ کو ہمارے حضرت خواجہ خان محمدؒ صاحب جیسا مسند نشین دے دے۔ جنہوں نے اپنے اپنے وقت میں اپنے اپنے شیخ کے تمام کمالات کو اپنے اندر سمولیا۔ ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ!

حضرت بنوریؒ نے اپنے صاحبزادہ مولانا سید محمد بنوریؒ کو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کی خدمت میں مدینہ طیبہ بھیج دیا۔ حضرت بنوریؒ کے کسی ملنے والے نے کسی دوست سے پوچھا کہ محمد بنوریؒ کیسے ہیں؟ انہوں نے کہا۔ دو شیوخ کی نظروں میں ہیں۔ بڑے خوش نصیب ہیں۔ دو شیوخ سے مراد ایک حضرت بنوریؒ خود اور دوسرے حضرت شیخ الحدیثؒ۔ یہ کسی اہل دل کا مقولہ ہے۔ جو ہمارے حضرت خواجہؒ صاحب پر سو فیصد ایسا صحیح فٹ آتا ہے کہ دنیا دیکھ کر عش عش کر اٹھی کہ حضرت اعلیٰؒ، حضرت ثانیؒ اپنے اپنے وقت کے دو شیوخ کی نظر التفات وتوجہ کرم نے ہمارے حضرت خواجہؒ صاحب کو بھی اپنے وقت کا حرف شیخ نہیں، بلکہ شیخ الشیوخ بنادیا۔ اسے ایک مرید کے مبالغہ پر محمول نہ کیا جائے۔ بلکہ انصاف سے دیکھا جائے تو اس وقت آپ کی ٹکر کا شیخ وقت ڈھونڈنے پر بھی نہ ملے گا۔ یہ سب اللہ رب العزت کا کرم اور شیخ زمانہ کی توجہات عالیہ اور خود ہمارے حضرت خواجہؒ صاحب کی طلب صادق پر انعام الٰہی نہیں تو اور کیا ہے؟

حضرت شیخ الہندؒ کی توجہات نے مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کو شیخ العرب والعجم بنادیا تو حضرت ثانیؒ کی فکر احسان نے مولانا خواجہ خان محمدؒ صاحب کو مرشد العلماء والصلحاء اور شیخ الشیوخ بنادیا۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء!

ہمارے حضرت خواجہؒ صاحب نے بھی اپنے مربی و مرشد، استاذ و محسن کے کمال ادب کا نیا ریکارڈ قائم کیا کہ ان کی زندگی بھر خدمت کی سعادت حاصل کی۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادہ حافظ محمد عابدؒ صاحب کی تعلیم و تربیت، رہائش، مکان و شادی اور جملہ ضروریات کے صرف متکفل ہی نہیں رہے بلکہ ان کو بعض امور میں اولاد سے بھی زیادہ وقعت دی۔ انہیں فضائل مبارکہ و عادات کریمانہ و طلب صادق و احترام کا یہ نتیجہ نکلا کہ جس طرح حضرت اعلیٰؒ نے اپنی حیات میں حضرت ثانیؒ کو اپنا جانشین نامزد کر دیا تھا اسی طرح حضرت ثانیؒ نے بھی ہمارے حضرت خواجہؒ صاحب کو چاروں سلاسل میں مجاز بیعت و خلیفہ اپنا جانشین اور خانقاہ سراجیہ کا مہتمم و متولی نامزد فرما کر سنت شیخ پر عمل کی مثال قائم کر دی۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء

خانقاہ سراجیہ کندیاں خالصۃً اصلاحی مرکز ہے۔ جو خلق خدا کا ذکر و فکر، مراقبہ و معمولات کے ذریعہ خالق سے رشتہ جوڑنے میں مصروف عمل ہے۔ ساتھ ہی خانقاہ سراجیہ ہر دینی تحریک، اور اسلام کی پاسداری کے لئے اٹھنے والی ہر صداء کی صحیح رہنمائی کا فریضہ میں سرانجام دیتی ہے۔ جب تحریک مسجد شہید گنج شروع ہوئی تو مجلس احرار اسلام کو تحریک کے رہنماؤں نے تنقید کے نشانہ پر رکھ لیا۔

ماسٹر تاج الدین انصاریؒ نے تحریک شہید گنج سے قبل قادیان سے احرار رہنماء چوہدری افضل حقؒ کو اطلاع بھجوائی کہ مرزا محمود نے قادیان سے بہت سا لٹریچر بنڈلوں میں بند کر کے ملک کے مختلف حصوں میں بھجوایا ہے۔ جس میں احرار کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ چند دنوں تحریک شہید گنج شروع ہوگئی تو مجلس احرار کو نشانہ پر رکھ لیا گیا۔ منصوبہ تھا کہ اس تحریک میں مجلس احرار شریک ہو تو حکومتی گولیوں سے اسے بھون دیا جائے۔ اگر احرار علیحدہ رہے تو اسے تنقید کا نشانہ بنا کر عوام میں اتنا بدنام کر دیا جائے کہ وہ اس تحریک کے ملبوں نیچے دم توڑ دے۔

مشہور عالم بہاولپور مقدمہ کی تین جلدوں میں کارروائی سید عبدالماجد نے لاہور سے شائع کرنے لگے تو مولانا محمد مالک کاندھلویؒ کے ذریعہ ہمارے حضرت خواجہؒ صاحب سے مقدمہ تحریر کرایا۔ اس میں حضرت نے تحریر فرمایا ہے کہ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ نے تحریک شہید گنج کے بعد ایک مجلس میں فرمایا کہ ہندوستان کے دو بزرگوں نے ہماری رہنمائی کی۔ ایک خانقاہ سراجیہ کے بانی مولانا ابوالسعد احمد خانؒ اور دوسرے حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے۔ کہ اس تحریک سے مجلس احرار علیحدہ رہے۔ مولانا ابوالسعد احمد خانؒ نے مجلس احرار کے رہنماؤں کو جو پیغام بھجوایا ہمارے حضرت خواجہؒ صاحب نے اس کے یہ الفاظ تحریر فرمائے۔ ’’مجلس احرار تحریک مسجد شہید گنج سے علیحدہ رہے اور مرزائیت کی تردید کا کام رکنے نہ پائے۔ اسے جاری رکھا جائے۔ اس لئے کہ اگر اسلام باقی رہے گا تو مسجدیں باقی رہیں گی۔ اگر اسلام باقی نہ رہا تو مسجدوں کو کون باقی رہنے دے گا۔‘‘

۲؍جولائی ۱۹۳۹ء کو لالہ موسیٰ میں حضرت امیر شریعتؒ کی ایک تقریر کے مفہوم کو جعل سازی سے بدل کر حضرت امیر شریعتؒ پر بغاوت کا کیس دائر ہوا۔ لدھا رام رپورٹر نے عدالت میں اپنے بیان سے انحراف کیا تو حضرت امیر شریعتؒ بری ہوگئے۔

اس کیس کے سلسلہ میں سالہا سال تک حضرت امیر شریعتؒ جیل میں رہے تو اس دوران جیل سے ایک باعتماد ملاقاتی کے ذریعہ حضرت امیر شریعتؒ نے خانقاہ سراجیہ کے بانی مولانا ابوالسعد احمد خانؒ کو پیغام بھجوایا کہ آپ کے ہوتے ہوئے میں جیل میں ہوں۔ یہ بات وارہ نہیں کھاتی۔ حضرت اعلیٰؒ کو پیغام ملا تو آپؒ نے لمبا ٹھنڈا سانس لیا اور فرمایا کہ اس وقت بوڑھا ہوگیا ہوں۔ ورنہ شاہ جیؒ ایک دن بھی اندر نہ رہتے۔ غالباً کوئی عمل کرنا پڑتا جس کی مشقت اب بڑھاپے میں حضرت اعلیٰؒ کے لئے ممکن نہ تھی۔ غرض یہ کہ حضرت امیر شریعتؒ ایسے مجاہد ختم نبوت اور تحریک آزادی کے جرنیل بھی مشکل گھڑی میں جن بزرگوں کی دعاؤں کے سہارے کی ضرورت محسوس کرتے ان میں خانقاہ سراجیہ کے بانی بھی شامل تھے۔

اسی طرح راقم نے خود حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے یہ روایت سنی ہے کہ اس بغاوت کے کیس میں حضرت امیر شریعتؒ جب جیل میں تھے تو ایک رات کے آخری حصہ میں مولانا ابوالسعد احمد خانؒ اچانک اپنی چارپائی پر اٹھ کر بیٹھ گئے اور سر جھکا لیا۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ حضرت ثانیؒ اسی حجرے میں خادم خاص کی حیثیت سے رہتے تھے۔ حضرت اعلیٰؒ کے یوں اچانک خلاف معمول جاگنے پر وہ بھی اٹھ کر بیٹھ گئے۔ حضرت اعلیٰؒ کے قریب ہوکر ادب سے پوچھا کہ حضرت کوئی تکلیف ہے کہ اٹھ کر بیٹھ گئے؟ تو حضرت اعلیٰؒ نے فرمایا نہیں کوئی تکلیف نہیں۔ بس امیر شریعتؒ کے جیل میں قید ہونے کا تصور مجھے سونے نہیں دیتا۔ اس پر حضرت ثانیؒ نے گھبرا کر کہا کہ حضرت کوئی پریشانی کی بات ہوگئی؟ فرمایا بالکل نہیں اپنی گود کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ امیر شریعتؒ تو میری جھولی میں ہیں۔ اس واقعہ سے بھی جنگ آزادی کے رہنماؤں سے خانقاہ سراجیہ کے بانی کے تعلقات کا نقشہ سمجھا جاسکتا تھا۔

۱۹۴۱ء میں حضرت اعلیٰؒ کا وصال ہوا۔ حضرت ثانیؒ مسند نشین خانقاہ سراجیہ ہوئے۔ پاکستان بنا، قادیانی منہ زور گھوڑے کی طرح بدکنے لگے تو مشہور زمانہ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء چلی۔ خانقاہ سراجیہ کی روایات کو زندہ رکھتے ہوئے حضرت ثانیؒ نے اس تحریک کا بھرپور ساتھ دیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے ''تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء'' نام سے کتاب شائع ہوئی۔ اس میں مولانا محمد عبداللہ بھکر والوں کی تحریر کردہ میانوالی ضلع کی رپورٹ بھی شائع ہوئی۔ اس میں یہ حصہ بغور خاص قابل توجہ ہے۔

''حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحبؒ اس دور کے اکابر اولیاء میں تھے۔ ان کے مقام کو وہی لوگ جان سکتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے باطن کی آنکھیں عطاء فرمائیں۔'' میں نے اپنے شیخ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ العزیز سے حضرت مولانا کی تعریف سنی تھی اور حضرت کے یہ الفاظ اب تک یاد ہیں کہ: ''وہ اللہ کے بندے ہیں۔'' حضرت امیر شریعتؒ کو ایک مجلس میں دیکھا۔ حضرت مولانا جھوم جھوم کر تذکرہ فرمارہے تھے۔

ا...... حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحبؒ خانقاہ کے مسند نشین اور ہزاروں اہل دل اور اصحاب درد کے شیخ اور مربی تھے۔ اس کے ساتھ ہی وہ ملکی اور عالمی حالات پر نظر رکھتے تھے۔ تحریک ختم نبوت کے ساتھ انہیں قلبی لگاؤ تھا۔ ان کی فکرمندی اور دلچسپی دیکھ کر محسوس ہوتا تھا کہ اس معاملے میں کوئی خاص ذمہ داری اٹھائے ہوئے ہیں۔

۱۹۵۲ء بمطابق ۱۳۷۱ھ میں حج کے لئے تشریف لے جارہے تھے۔ ظفر اللہ کی کراچی والی تقریر کے خلاف احتجاجی مظاہرے اور جلسے شروع ہوگئے تھے۔ حکومت نے بعض مقامات پر رہنماؤں اور کارکنوں کی پکڑ دھکڑ شروع کردی تھی۔ مرزائیوں کے متعلق مطالبات تسلیم ہونے کے کوئی آثار نظر نہیں آرہے تھے۔ راست اقدام کے حالات پیدا ہورہے تھے۔ آپ نے حج کا ارادہ ملتوی فرمادیا اور راستے سے واپس تشریف لے آئے۔ پورے ملک میں اپنے متوسلین کو ہدایت فرمائی کہ وہ تحریک میں سرگرمی سے کام کریں اور تحریک کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں۔

۲...... حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی مرحوم حضرت کے متوسلین میں تھے۔ ۲۷؍فروری ۱۹۵۳ء کو مرکزی راہنماؤں کی گرفتاریاں ہوئیں تو مولانا گرفتاری سے کسی طرح بچ گئے اور لاہور میں تحریک کا مرکز سنبھالا۔ مولانا غلام غوث صاحبؒ کے متعلق حکم تھا کہ جہاں ملیں گولی ماردی جائے۔ لاہور سے سیدھے خانقاہ سراجیہ اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے معتمد خصوصی صوفی احمد یار صاحب کے ذمہ لگایا کہ وہ مولانا کی حفاظت کا انتظام کریں۔ صوفی صاحب نے اپنے علاقہ بھلوال کے دیہات میں انتظام کیا۔ مولانا غلام غوث صاحبؒ وہاں آرام اور سکون سے رہے۔ تمام راہنماء رہا ہوگئے اور حالات پوری طرح معمول پر آگئے تو مولانا بھی حضرت کی اجازت سے اپنے گھر تشریف لے گئے۔

۳...... ۱۹؍جون ۱۹۵۳ء کو گورنر پنجاب نے آرڈیننس جاری کر کے تحقیقاتی عدالت قائم کی۔ جسے ''تحقیقاتی عدالت برائے تحقیقات فسادات پنجاب ۱۹۵۳ء'' کا نام دیا گیا۔ اس عدالت نے مجلس عمل اور مجلس احرار کو بھی الگ الگ فریق بنادیا کہ وہ عدالت میں اپنا مؤقف پیش کریں۔ تمام رہنما جیل میں تھے۔ تحقیقات کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ اپنا مؤقف مدلل طریقے سے پیش کرنے کے لئے بڑی تیاری کی ضرورت تھی۔ اس نازک اور اہم موقع پر حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحبؒ نے کام کو سنبھالا۔ لاہور میں حکیم عبدالمجید سیفی مرحوم کے مکان کا نچلا حصہ خالی کرایا۔ باقاعدہ دفتر قائم کیا۔ مولانا عبدالرحیم صاحب اشعرؒ کو مستقل طور پر وہاں بٹھایا گیا۔ مذہبی اور قانونی کتابیں اکٹھی کیں۔ مجلس عمل کی وکالت مولانا مرتضیٰ احمد خان میکشؒ نے اپنے ذمہ لی اور مجلس احرار کی مولانا مظہر علی اظہر نے یہ حضرات اور ان کے علاوہ بھی علماء اور قانون دان دفتر میں تشریف لاتے مشورے ہوتے اور یہیں سے عدالت کے لئے بیانات وغیرہ کی تیاری ہوتی تھی۔ حضرتؒ وقفے وقفے سے لاہور تشریف لے جاتے اور کئی کئی دن وہاں قیام فرماتے اور کام کرنے والے حضرت کو ہدایات اور مشوروں سے سرفراز فرماتے تھے۔

۴...... اپنے ضلع (میانوالی) میں بھی حضرت کی سرپرستی، دعائیں اور توجہات ہمارے لئے بہت بڑا سرمایہ تھیں۔ آپ کے حکم سے حضرت مولانا خان محمدؒ صاحب نے علاقے میں بہت کام کیا تھا۔ اس زمانے میں سڑکیں نہیں تھیں۔ ایک بستی سے دوسری بستی میں پہنچنا بھی مسئلہ ہوتا تھا۔ حضرت مولانا خان محمدؒ صاحب نے پورے علاقے میں دورے کئے۔ دیہات کے علماء سے ملے۔ انہیں تحریک کا ہمنوا بنایا۔ دور دراز کی بستیوں اور فوجی چکوک میں بھی تشریف لے گئے۔ جہاں لوگ نئے آباد ہورہے تھے اور حضرت مولاناؒ کی شخصیت اور خانقاہ شریف کے مقام سے پوری طرح واقف نہ تھے۔ آپ نے تحریک کے لئے رضا کار بھرتی کئے اور ان کی فہرستیں ہمیں میانوالی بھیجیں۔

۵...... اپنے چھوٹے بھائی ملک محمد افضل صاحب کو رضا کاروں کے ساتھ گرفتاری دینے کے لئے میانوالی بھیجا اور انہوں نے ۱۳؍مارچ ۱۹۵۳ء کو جلوس کے ساتھ گرفتاری پیش کی۔

۶...... مارچ کے آخر میں جب ضلعی رہنماء گرفتار ہوگئے تو آپ نے میانوالی میں تحریک کا مرکز سنبھالا۔ مارچ کے پہلے عشرے میں آپ (مولانا خواجہ خان محمدؒ صاحب) نے ایک دورے کے بعد جو رضا کاروں کی فہرستیں بھیجیں میں ایک فہرست کے نیچے میرے نام جو تحریر لکھی وہ چند سال پہلے پرانے کاغذات میں سامنے آئی اور میں نے اسے محفوظ کرلیا۔ یہ مختصری تحریر مبارک دنوں میں مبارک ہاتھوں کی لکھی ہوئی ہے جو ہمارے لئے اچھی اور مبارک یادگار ہے۔ وہ تحریر حسب ذیل ہے۔

''موضع ڈنگ کے رضا کاروں کی مزید فہرست آج صبح کی گاڑی سے پہنچی تھی اور مولانا غلام یٰسین صاحب قریشی نے خود وہ فہرست ساتھ لانی تھی۔ لیکن وہ کسی شدید عارضہ کی وجہ سے آج نہیں پہنچ سکے۔ دو تین روز میں فہرست پہنچ جاوے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ موضع علووالی میں بھی کام شروع کردیا گیا ہے۔ وہاں کثیر تعداد میں رضا کار بھرتی ہونے کی قوی امید ہے۔ موضع علووالی کی جملہ کارروائی بھی دو تین روز میں صدر دفتر پر پہنچ جاوے گی۔ موضع ساجری اور اس کے مضافات کے فوجی چکوں میں بھی مجلس عمل کے مطالبات اور پروگرام کی اشاعت کا کام شروع کردیا ہے۔ پہلے تحریک کی وضاحت اور اس کی دینی و دنیاوی اہمیت لوگوں کے ذہن نشین کرانی لازمی ہے اور بعد از اس میں حصہ لینے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ فنڈ کی فراہمی کی طرف ابھی تک کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ کیونکہ اگر دیہات میں اس کو بھی ساتھ اپنایا جاوے تو لوگوں کا حصہ لینا ناممکن ہوجاتا ہے اور پھر اس قحط وگرانی میں بہت ہی مشکل ہے۔ گر جاں طلبی میدھم گر زر طلبی سخن دریں است! والا معاملہ ہے اور اس وقت تو بے چارے زمینداروں کے پاس کوئی چیز ہی نہیں۔ تاہم پھر بھی بعض لوگوں سے نجی طور پر فنڈ فراہم کرنے کا ارادہ ہے۔ مولیٰ پاک کامیابی نصیب فرماوے۔'' العارض خان محمد عفی اللہ عنہ از خانقاہ پاک سراجیہ مجددیہ کندیاں ضلع میانوالی!

(تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء ص۴۴۰ تا ۴۴۲)

اس طویل اقتباس میں نمبرات لگادیئے ہیں۔ جس سے یہ امور واضح ہوتے ہیں کہ:

۱...... حضرت ثانیؒ نے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے باعث حج کا سفر ملتوی کیا۔

۲...... حضرت ثانیؒ نے اپنے مرید خاص مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی روپوشی اور تحریک کے لئے کام کرنے کا نظم بنایا۔

۳...... تحریک کے رہنماؤں کے لئے اپنے مرید خاص حکیم عبدالمجیدؒ کا مکان مہیا کیا اور انکوائری کے دوران عدالتی رہنمائی کے لئے لاہور سے حضرت ثانیؒ کے ساتھ سفر کئے۔

۴...... ہمارے حضرت خواجہؒ صاحب نے حضرت ثانیؒ کے حکم پر تحریک کو پروان چڑھانے کے لئے دن، رات ایک کردیا اور گرفتاری پیش کی۔ (اس کی تفصیل آگے آتی ہے)

۵...... ہمارے حضرت خواجہؒ صاحب کے چھوٹے بھائی ملک محمد افضل نے تحریک کے کارکنوں کے ساتھ گرفتاری دی۔

۶...... ہمارے حضرت خواجہؒ صاحب نے میانوالی میں تحریک کی قیادت سنبھالی۔

حضرت خواجہؒ صاحب کی گرفتاری

حضرت قبلہؒ نے ۱۵؍اپریل ۱۹۵۳ء کو گرفتاری دی اور میانوالی جیل میں رہے۔ پھر ۲۵؍اپریل کو لاہور سنٹرل جیل لاہور منتقل ہوئے اور بعدہ ۲۸؍اپریل کو بورسٹل، ۱۱؍اگست کو پھر سنٹرل جیل منتقل ہوئے۔ کئی ماہ سنت یوسفی پر عمل کیا۔

اس قید میں تحریک ختم نبوت کے رہنماؤں حضرت امیر شریعتؒ، مولانا ابوالحسنات قادریؒ، مولانا خلیل احمد قادریؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، صاحبزادہ فیض الحسنؒ، مولانا عبدالستار خان نیازیؒ، مولانا سید ابوالاعلیٰؒ، مولانا احمد علی لاہوریؒ، مولانا قاضی احسان احمدؒ کے ساتھ جیل میں وقت گذارا۔

اس قید کے دوران جیل میں جامعہ خیرالمدارس کے شعبہ قرأت کے صدر مدرس حضرت قاری رحیم بخشؒ صاحب سے قرأت وتجوید کے ساتھ قرآن مجید پڑھا اور آخری پارے بھی انہی سے حفظ کئے۔

حضرت قبلہ سے راقم نے خود سنا کہ حضرت ثانیؒ نے فرمایا کہ اس تحریک میں مجھے گرفتاری دینی چاہئے۔ اس پر ہمارے حضرت خواجہؒ صاحب نے فرمایا کہ آپ کی طرف سے میں گرفتاری دیتا ہوں۔ گویا حضرت ثانیؒ نے تحفظ ناموس رسالت، وتحفظ ختم نبوت کی خاطر حضرت قبلہ کو گرفتاری کی اجازت دے کر ان دونوں امور کے لئے آپ کو تیار کر دیا۔ اسی کی برکت ہی سمجھی جائے کہ پھر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر اور پھر امیر کی حیثیت سے ۱۹۷۴ء کی تحریک میں بھرپور شمولیت اور ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت کی قیادت فرمائی۔ یہ سب حضرت ثانیؒ کی دعاؤں کے ثمرات ہیں۔ فلحمد للّٰہ!

میں اس حصہ کو مولانا محمد عبداللہ بھکروالوں کی تحریر کے ان جملوں پر ختم کرتا ہوں۔ ’’حضرت مولانا خان محمد صاحب بھی لاہور میں ساتھیوں کے ساتھ رہا ہوئے اور ساتھ ہی ریل میں تشریف لائے اور کندیاں سے خانقاہ شریف تشریف لے گئے۔ آپ کا جیل میں ساتھیوں کے ساتھ رہنا ساتھیوں کے لئے اطمینان اور استقامت میں مد ثابت ہوا۔ آپ اس وقت سجادہ نشین نہیں تھے۔ لیکن خانقاہ کے سجادہ نشین حضرت مولانا محمد عبداللہؒ کے عزیز ترین خلیفہ مجاز اور معتمد ترین نمائندہ تھے۔ آپ کی خاندانی عظمت سے بھی سب لوگ واقف تھے۔ ایسے حضرات کا جیل میں کارکنوں کے ساتھ ہونا سب کے لئے ثابت قدمی کا باعث ہوا کرتا ہے۔‘‘ (تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء ص۴۴۰)

خانقاہ سراجیہ کی مسند نشینی

بہت حد تک موقع بموقع تفصیلات گذر چکی ہیں کہ ہمارے حضرت خواجہؒ صاحب نے دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد مسلسل شب وروز ۱۶؍سال حضرت ثانیؒ کی سرپرستی ونگرانی میں گذارے اور اگر حضرت اعلیٰؒ کی زندگی سے حضرت ثانیؒ کے وصال تک کا عرصہ شمار کیا جائے تو قریباً نصف صدی ہمارے حضرت خواجہؒ صاحب نے اپنے مرشد، مربی، استاذ، محسن کی زیر صحبت گذارے۔ حضرت اعلیٰؒ کا انتخاب، حضرت ثانیؒ کی صحبت صالح، نے آپ کو چمکتے دمکتے چاندی کی طرح یا موتی آبدار یا کندن خالص بنا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ثانیؒ نے اپنے وصال سے قبل ہمارے

حضرت خواجہ صاحب کو اپنا جانشین نامزد فرمادیا۔ حضرت ثانیؒ نے جو امانت حضرت اعلیٰؒ سے حاصل کی تھی حضرت اعلیٰ کے عزیز بلکہ عزیز القدر کو وہ تمام امانت بمعہ اپنے کمالات کے سب کچھ سپرد فرما کر اپنے شیخ حضرت اعلیٰؒ کی روح پر فتوح کے سامنے سرخرو ہو کر گئے۔ حضرت ثانیؒ کا وصال جون ۱۹۵۶ء میں ہوا۔ آپ کی تدفین کے بعد مجمع عام میں حضرت اعلیٰؒ کے خلفاء، حضرت چن پیرؒ خوشاب اور ڈاکٹر محمد شریفؒ اور حضرت ثانیؒ کے خلفاء حضرت حکیم عبدالمجید سیفی لاہور، مولانا مفتی عطاء محمدؒ ڈیرہ اسماعیل خان نے اولاً ہمارے حضرت خواجہؒ صاحب کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی۔ اس کے بعد حاضرین کے جم غفیر نے تجدید بیعت کی اس سے اگلے روز بعد میں نیچے والے جمع مریدان وخلفاء حضرت ثانیؒ نے آپ کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی۔ یوں خانقاہ سراجیہ کے خلفاء، متعلقین، مریدین متوسلین کا آپ کی جانشینی پر اجماع منعقد ہوگیا۔

پورے ملک میں آپ کے دورے ہوئے۔ جہاں جہاں تشریف لے گئے ہر ایک نے آپ کی ذات گرامی سے فیض حاصل کیا اور داخل طریقت ہوئے۔ فالحمد للّٰہ!

جمعیت علماء اسلام سے وابستگی

۸/اکتوبر ۱۹۵۶ء میں جمعیت علماء اسلام کل پاکستان کی مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں بنیاد پڑی۔ جمعیت علماء اسلام کے پہلے امیر مرکزیہ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ اور مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ تھے۔ حضرت ہزارویؒ کا روحانی رشتہ خانقاہ سراجیہ سے تھا۔ اس نسبت اور دوسری کئی نسبتوں کے باعث ہمارے حضرت خواجہؒ صاحب یوم تاسیس سے تا وصال جمعیت علماء اسلام کے ساتھ وابستہ رہے۔ مرکزی نائب امیر، مرکزی شوریٰ کے رکن اور وصال کے وقت سرپرست اعلیٰ تھے۔ آپ کی اصابت رائے کا یہ عالم ہے کہ جب جمعیت علماء اسلام کے دو گروپ بنے۔ ہزاروی گروپ اور درخواستی گروپ۔ ہر چند کہ مولانا غلام غوث ہزارویؒ سے بہت تعلقات تھے۔ لیکن آپ درخواستی گروپ جس کے مرکزی ناظم اعلیٰ مفکر اسلام مولانا مفتی محمود صاحب تھے۔ آپ اور آپ کے متوسلین ان کے ساتھ رہے۔ حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے بھی اختلاف رائے کے باوجود خانقاہ سراجیہ اور ہمارے حضرت خواجہؒ صاحب سے اپنے روحانی تعلق میں سرمو فرق نہیں آنے دیا۔ اسی طرح حضرت قبلہ بھی مولانا غلام غوث ہزارویؒ پر برابر شفقت ومحبت فرماتے رہے۔

مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کے وصال کے بعد ایم، آر، ڈی کے مسئلہ پر پھر جمعیت دو رائے کا شکار ہوئی۔ ایک دھڑا درخواستی گروپ اور دوسرا دھڑا فضل الرحمٰن گروپ کہلایا تو ہمارے حضرت خواجہؒ صاحب نے اپنا تمام تر وزن مولانا فضل الرحمٰن کے جمعیت والے حصہ میں ڈال دیا۔ اس وقت حضرت درخواستیؒ کا پورے ملک بالخصوص پنجاب میں طوطی بولتا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ پنجاب کے مساجد ومدارس کی اکثریت حضرت درخواستی والے حصہ جمعیت کے ساتھ تھی۔ واحد ہمارے حضرت خواجہؒ صاحب کی ذات گرامی ہے کہ آپ کے باعث پنجاب کے مدارس ومساجد کا معتد بہ حصہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے ساتھ رہا۔ آپ کا فیصلہ کتنا صحیح تھا کہ اس وقت جمعیت نام ہی اس حصہ کا ہے۔ جس کے ساتھ آپ ہمیشہ رہے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستگی کی تفصیلات تو آگے آئیں گی۔ جمعیت اور مجلس کے حوالہ سے ایک بات یہاں جوڑ کھاتی ہے جسے ذکر کئے بغیر چارہ نہیں کہ ایم۔آر۔ڈی کے مسئلہ پر مولانا فضل الرحمٰن، درخواستی گروپ منقسم ہوئے تو مولانا فضل الرحمٰن والے حصہ کے امیر مرکزیہ کا مسئلہ درپیش تھا۔ آپ نے اس حصہ کے سرکردہ حضرات کے سامنے رائے رکھی کہ مولانا سراج احمد دین پوری کو امیر بنایا جائے۔ چنانچہ اعلان ہوگیا۔ مولانا محمد لقمان علی پوراور جمعیت کے دوسرے رفقاء کا وفد گیا اور آپ کو آمادہ کرلیا گیا۔ جمعیت علماء اسلام جمہوری ادارہ ہے۔ اگلے الیکشن میں حضرت مولانا عبدالکریمؒ بیر شریف والے امیر منتخب ہوئے تو ہمارے حضرت خواجہ خان محمدؒ صاحب نے خانقاہ سراجیہ سے جاکر دین پور شریف مولانا سراج احمد دین پوری کو پوری صورتحال پیش فرمائی اوران کو آمادہ کیا۔ بعد میں حضرت میاں سراج احمد صاحب نے پیپلز پارٹی میں شمولیت اختیار کی۔ (آگے تفصیل آئے گی) سردست یہاں پر میاں سراج احمد دین پوری کے حوالہ سے اتنا عرض ہے کہ پیپلز پارٹی کا ان دنوں جنرل ضیاء الحق سے خوب تناؤ تھا۔ مولانا محمد لقمان علی پوری کے گاؤں بستی رنوچہ جلسہ تھا۔ ہمارے حضرت خواجہؒ صاحب کی صدارت تھی۔ میاں سراج احمد دین پوری نے بیان کے دوران جنرل ضیاء الحق پر تنقید کرتے ہوئے ایک جملہ حضرت خواجہؒ صاحب کے متعلق کہہ دیا۔ جو آپ کی شان سے فروتر تھا۔ میاں سراج احمد کو اگلے لمحہ احساس ہوا کہ مجھ سے یہ سہو ہوگیا ہے۔ اسی وقت کرسی سے اٹھ کر حضرت خواجہؒ صاحب کے پاؤں پر ہاتھ رکھ دیئے اور پبلک کے سامنے ہاتھ باندھ کر معافی کے خواستگار ہوئے۔ حضرت خواجہؒ صاحب اٹھے۔ میاں صاحب کو سینے سے لگایا اور مسکرادیئے۔

اس واقعہ سے میاں سراج احمد کی بےنفسی کے اظہار کے ساتھ ساتھ حضرت خواجہؒ صاحب کے عالی حوصلہ پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ بجائے میاں صاحب پر اظہار ناراضگی کے، فوراً گلے سے لگالیا۔ سچ ہے کہ ان اکابر کی شان بہت ہی نرالی ہے۔ ترتیب تو یاد نہیں۔ مولانا حامد میاں بھی جمعیت علماء اسلام کے امیر رہے۔ ان کے انتقال کے بعد ایک مرحلہ آیا کہ جمعیت علماء اسلام کی امارت اور اتنی بڑی اہم ذمہ داری کے لئے جمعیت کے تمام حضرات کی رائے ہوئی کہ حضرت خواجہؒ صاحب کو امیر بنایا جائے۔ مولانا محمد خان شیرانی نے دوسرے رفقاء کے ساتھ سفر کیا اور خانقاہ شریف حاضر ہوکر جمعیت کی امارت کے لئے آپ سے استدعا کی۔ آپ نے عذر فرمایا کہ خانقاہ شریف اور مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت کی ذمہ داری کے علاوہ مزید بوجھ کا میں متحمل نہیں۔ انہوں نے اصرار کیا تو آپ نے صاف صاف انکار فرمادیا۔ مولانا شیرانی مصر رہے اور پھر فرمایا کہ ہم آپ کے انکار کے باوجود منتخب کرکے اعلان کردیں گے۔

اس پر حضرت نے فرمایا کہ جمعیت مجھے دل وجان سے عزیز ہے۔ اپنی جماعت ہے۔ لیکن امارت کا اعلان کیا تو میں تردید کردوں گا۔ وہ مایوس ہوگئے۔ قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن نے حضرت مولانا عبدالکریمؒ بیر شریف کا والا نامہ لے کر خود تشریف لائے۔ آپ نے والا نامہ پڑھا اور احترام سے رکھ دیا۔ مثبت، منفی کوئی جملہ نہ فرمایا۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن نے خاموشی کو رضا خیال فرمایا۔ ملتان میں جمعیت کا انتخابی اجلاس ہوا۔ حضرت قبلہ کے انکار کرتے کرتے اعلان ہوگیا۔ آپ نے سخت غصہ میں فرمایا کہ فیصلہ تبدیل کریں۔ ورنہ میں اجلاس سے اٹھ کر چلا جاؤں گا۔ تمام حضرات پریشان ہوگئے۔ خیر حضرت قبلہؒ کے واضح انکار کو سامنے رکھ کر حضرت قبلہؒ ہی کی تجویز پر حضرت بیر شریفؒ والوں کو امیر بنادیا گیا۔ اس انکار واصرار پر اجلاس کا خاصہ وقت خرچ ہوا۔

اجلاس کے بعد حضرت مولانا فضل الرحمٰن، سرگانہ ہاؤس ملتان، حضرت قبلہؒ کی رہائش گاہ پر تشریف لائے اور فرمایا کہ حضرت پیر شریفؒ والوں کا خط لے کر جب میری خانقاہ سراجیہ حاضری ہوئی تو آپ کی خاموشی کو میں رضا سمجھا تھا۔ اس پر حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ حضرت پیر شریف والوں کے احترام میں خط پر فوری انکار نہ کیا۔ مصمم ارادہ اس وقت بھی یہی تھا کہ میں امارت قبول نہیں کروں گا۔ بلکہ حضرت پیر شریفؒ والوں کو اگر وہ نہ مانتے تو آپ (مولانا فضل الرحمٰن) کو امیر بنائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی شان پر قربان کہ حضرت قبلہ کی رائے کو اللہ تعالیٰ نے ایسے شرف قبولیت سے نوازا کہ اگلے انتخاب میں جمعیت نے متفقہ طور پر مولانا فضل الرحمٰن کی امارت کا متفقہ فیصلہ کرلیا۔ پھر جس طرح مولانا کے عہد امارت میں جمعیت نے ترقی کی منزلیں طے کیں وہ حضرت قبلہؒ کی اصابت رائے پر واضح دلیل ہے۔

حضرت قبلہؒ، و حضرت پیر شریفؒ

لیجئے! موقعہ کی مناسبت سے ایک اور واقعہ بھی عرض کئے دیتا ہوں کہ عالمی مجلس کے ایک تبلیغی لمبے دورہ پر حضرت قبلہؒ، پیر شریف، پیر طریقت، حضرت مولانا عبدالکریمؒ قریشی پیر شریف والوں سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے۔ صاحبزادہ حافظ محمد عابد صاحبؒ فقیر راقم اور مولانا جمال اللہ الحسینیؒ اور دوسرے رفقاء بھی ہمراہ تھے۔ دونوں اکابر گھنٹوں ایک دوسرے کے سامنے دوزانو بیٹھے رہے۔ مختلف موضوعات پر گفتگو رہی۔ دونوں بزرگوں کے خدام بھی مجلس میں موجود، خاموشی یعنی مراقبہ کی کیفیت بھی مجلس پر گاہے بگاہے طاری رہتی۔ پھر گفتگو، کھانا، چائے، دعاء، خاصہ وقت حضرت قبلہؒ، حضرت پیر شریفؒ کے ساتھ رہے۔ جب اجازت چاہی تو حضرت پیر شریفؒ والوں نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور علیحدگی میں تشریف لے جاکر دروازہ بند کردیا۔ دونوں بزرگوں کے رفقاء باہر انتظار میں کھڑے رہے۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا۔ باہر تشریف لائے۔ الوداعی معانقہ مصافحہ ہوا اور حضرت قبلہؒ اگلے سفر پر روانہ ہوگئے۔ غالباً حضرت صاحبزادہ حافظ محمد عابدؒ کے کہنے پر مولانا جمال اللہ صاحبؒ نے حضرت قبلہؒ سے عرض کیا کہ حضرت پیر شریفؒ والے آپ کو علیحدہ لے گئے۔ کسی خاص امر پر مشاورت تھی؟ پہلے تو حضرت قبلہؒ نے خاموشی اختیار کی۔ مولانا جمال اللہؒ کے اصرار پر فرمایا کہ حضرت پیر شریفؒ والوں کی محبت ہے۔ مجھے بٹھایا خود میرے سامنے دراز ہوئے۔ قلب مبارک سے کپڑا اٹھایا اور فرمایا کہ نقشبندی طریقہ پر میرے قلب کو توجہ دے دیں۔ میں نے حکم کی تعمیل کی۔ انہوں نے اظہار مسرت فرمایا اور باہر آگئے۔ اس سے حضرت پیر شریفؒ والوں کی قدردانی کہ وہ خود پیر طریقت اور شیخ وقت لیکن حضرت قبلہؒ کو اس وقت مجددی، نقشبندی سلسلہ کا امام یقین فرماتے ہوئے کسب فیض کے لئے عرض کی۔ حضرت پیر شریفؒ والوں کی بے نفسی اور حضرت قبلہؒ کا مقام ان دونوں کو ایک اس واقعہ سے سمجھا جاسکتا ہے۔

لیجئے! لگے ہاتھوں ایک اور واقعہ بھی ہو جائے کہ ایک بار حضرت پیر شریفؒ والوں نے حضرت قبلہؒ سے ملاقات کے لئے سندھ سے سفر کیا۔ خانقاہ سراجیہ تشریف لائے۔ چناب نگر کانفرنس کے شروع ہونے سے ایک دن قبل حضرت قبلہؒ چناب نگر تشریف لائے۔ یاد رہے کہ حضرت قبلہؒ اپنی صحت کے زمانہ میں چناب نگر کانفرنس کے شروع ہونے سے ایک دن قبل تشریف لاتے۔ کانفرنس کے اختتام کے بعد مزید بھی ایک رات قیام فرماتے۔ یہ تقریباً آپ کا معمول تھا۔ اب خانقاہ سراجیہ سے حضرت پیر شریفؒ والوں کو پتہ چلا کہ حضرت قبلہؒ چناب نگر تشریف لے گئے ہیں تو

خانقاہ شریف سے جناب نگر صبح آٹھ، نو بجے تشریف لائے۔ ہم خدام کی عید ہوگئی۔ گھنٹہ بھر حضرت قبلہؒ سے ملاقات رہی اور اجازت چاہی، حضرت قبلہؒ نے اجازت دے دی۔ حضرت پیر شریفؒ والوں کو جاتا دیکھ کر ہم خدام دوڑے کہ حضرت کانفرنس چند ساعتوں میں شروع ہونے والی ہے۔ آپ افتتاحی بیان فرمادیں۔ حضرت پیر شریفؒ والے مسکرائے اور فرمایا کہ کانفرنس میں شرکت ہوگئی۔ گھر سے صرف حضرت قبلہؒ کی ملاقات کے لئے چلا تھا۔ اس سفر میں حضرت قبلہؒ کی ملاقات کے علاوہ اور کسی مصروفیت کی آمیزش پر دل نہیں مانتا۔ ہم دل مسوس کر رہ گئے۔ حضرت قبلہ بھی مسکرادیئے اور حضرت پیر شریف والے چل دیئے۔ سچ ہے کہ بڑوں کی باتیں بڑے ہی جانتے ہیں۔ ہم چھوٹوں کو دخل دینا۔ دخل در معقولات نہیں۔ بلکہ سوئے ادبی کے زمرہ میں آتا ہے۔

اکابر سے حضرت قبلہؒ کے تعلقات

یہاں پر ایک اور بات بھی سن لیجئے کہ برطانیہ بری میں دارالعلوم کے بانی اور مہتمم حضرت مولانا یوسف متالا بہت بڑے شیخ وقت اور برطانیہ کے لئے آیۃ من آیات اللہ ہیں۔ حضرت قبلہ جب بھی برطانیہ کے سفر پر جاتے ان کی ملاقات کے لئے تشریف لے جائے۔ وہ بھی احترام کا حق ادا کر دیتے۔ گھنٹوں مجلس میں اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت کی بارش کا سا سماں بندھ جاتا۔ گذشتہ کئی سالوں سے کمزوری کے باعث حضرت قبلہؒ کا برطانیہ کا سفر نہیں ہوا۔ کانفرنس کے بعد مولانا حافظ محمد نگین، مولانا محمد ابراہیم خطیب بریڈفورڈ، اور فقیر راقم دارلعلوم بری حضرت متالا کی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ آپ نے شفقتوں کی انتہاء کر دی۔ جب اجازت چاہی تو دروازہ میں ہمیں کھڑا کر کے خود بالا خانہ پر تشریف لے گئے۔ کچھ دیر کے بعد لفافہ میں چھ عدد غالباً اعلیٰ عطر کی شیشیاں لائے اور راقم سے فرمایا کہ یہ میری طرف سے حضرت قبلہؒ کو ہدیہ پیش کر کے حضرت قبلہؒ کی ایک مستعملہ پگڑی کی درخواست کرنا۔ پھر بہت دیر تک حضرت قبلہؒ کے لئے بڑے وقیع جذبات کا اظہار فرماتے رہے۔ وہ حضرت شیخ الحدیث کے خلیفہ مجاز اور شیخ طریقت، وشیخ زمانہ ہیں۔ لیکن حضرت قبلہؒ کی مستعملہ پگڑی کے لئے خواہش کا اظہار خوب حضرت قبلہؒ کی رفیع شان پر دلالت کرنے والی بات ہے۔ وہی جو پہلے عرض کیا کہ بڑوں کی باتیں بڑے ہی جانتے ہیں۔

خانقاہ قادریہ ارشدیہ دین پور شریف کے مسند نشین ثانی حضرت مولانا میاں عبدالہادیؒ صاحب بہت کامل بزرگ اور جامع شریعت وطریقت مسلمہ رہنما تھے۔ آپ یومیہ کئی پارے تلاوت بلاناغہ کرتے تھے۔ اس میں کسی سے میل ملاقات بات چیت نہ کرتے تھے۔ فجر کے بعد اور ظہر تا عصر تو تلاوت کا معمول تھا ہی۔ اس دوران سب کو معلوم تھا کہ ملاقات ناممکن ہے۔ حضرت قبلہؒ ایک سفر کے دوران میں دین پور شریف لے گئے۔ وقت ایسا تھا کہ حسب معمول حضرت میاں عبدالہادیؒ تلاوت میں مصروف تھے۔ حضرت قبلہؒ نے بھی سفر کرنا تھا۔ کسی خادم خاص نے جاکر حضرت میاں صاحبؒ سے حضرت قبلہؒ کی تشریف آوری کا بتایا۔ آپ نے تلاوت کو روکا۔ تشریف لائے، معانقہ ومصافحہ ہوا۔ خیر خیریت پوچھی۔ بیٹھے رہے۔ خانقاہ دین پور کے تمام خدام ششدر کہ یہ سب کچھ خلاف معمول کیسے ہوگیا۔ جب حضرت قبلہؒ نے جانے کے لئے اجازت طلب کی تو حضرت میاں صاحبؒ نے بہت ہی محبت سے فرمایا کہ حضرت قیامت میں بھی خیال رکھنا۔ آپ نے سر جھکا کر جواباً ارشاد فرمایا۔ ’’اللہ تعالیٰ بھلی فرمائیں گے‘‘ دونوں بزرگ باہمی

احترام اور محبت سے ایسے ایک دوسرے سے رخصت ہوئے کہ موجود حضرات پر وجد آفرین کیفیت کی بہار چھا گئی۔

حضرت قبلہ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دوسرے امیر خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کے انتقال کے بعد حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ بہت سے اکابر کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت کے لئے امادہ کرتے رہے۔ راقم نے خود حضرت قبلہؒ سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت جالندھریؒ میرے پاس بھی تشریف لائے تھے اور مجھے بھی امارت قبول کرنے کے لئے فرمایا۔ لیکن میں نے کہا کہ آپ کے ہوتے ہوئے کسی اور کی امارت پر سوچنا بھی ٹھیک نہیں۔ آپ (حضرت جالندھریؒ) سے بڑھ کر اس کام کو اور کون احسن انداز میں چلا سکتا ہے؟ اور پھر حضرت قبلہؒ نے مسکرا کر فرمایا کہ یہ جو مجلس کی امارت میرے سپرد ہوئی حضرت جالندھریؒ کی اس زمانہ کی پیشکش کو اللہ تعالیٰ نے یوں پورا فرمادیا۔ اللہ رب العزت کے اپنے فیصلے ہوتے ہیں۔

غرض حضرت قاضی صاحبؒ کے بعد حضرت جالندھریؒ ان کے بعد مولانا لال حسین اخترؒ، ان کے بعد عارضی طور پر مولانا محمد حیاتؒ فاتح قادیان (چھ ماہ کے لئے) امارت کے عہدہ پر رہے۔ ۹/اپریل ۱۹۷۴ء میں مجلس کا سہ سالہ انتخاب ہونا تھا۔ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ، حضرت مولانا تاج محمودؒ اور ملک کے دیگر بہت سے مجلس کے بھی بزرگ اس کوشش میں تھے کہ شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کو اس منصب کے لئے آمادہ کیا جائے۔ اس کی کئی وجوہات تھیں۔ مثلاً:

۱...... قادیانیت ان دنوں منہ گھوڑے کی طرح دولتیاں مار رہی تھی۔ مسلمان خواص وعوام میں بھی ردعمل عروج پر تھا۔

۲...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت کے لئے بین الاقوامی شہرت کی حامل شخصیت کی ضرورت تھی۔ اس لئے کہ بیرون ملک بھی قادیانی خرمستیاں زوروں پر تھیں۔

۳...... اندرون ملک بھی کام کے لئے ایسی جامع شخصیت کی ضرورت تھی۔ جن کے احترام کا حلقہ ایسا مسلّم ہو کہ سب اس شخصیت کی قیادت میں جمع ہو کر قادیانیت کا تعاقب کر سکیں۔

۴...... حضرت شیخ بنوریؒ ان تمام خصوصیات کے حامل تھے۔ علاوہ ازیں آپ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کی نسبت شاگردی کے نہ صرف حامل تھے بلکہ پاکستان میں بلاشبہ وہ حضرت سید کشمیریؒ کے علمی جانشین کے طور پر جانے پہچانے اور مانے جاتے تھے۔

۵...... اور درحقیقت یہ کہ قدرت کی طرف سے قادیانیوں کی آئینی رسوائی کا وقت بھی آن پہنچا تھا۔ اس جدوجہد کی قیادت کے لئے قدرت کا فیصلہ بھی حضرت بنوریؒ ہی کے لئے تھا۔

۶...... مجلس کے تمام رہنماء صرف اور صرف اس کام کے لئے اوّل وآخر صرف بنوریؒ کے لئے ہی کوشاں تھے۔ وہ متبادل کے طور پر کسی اور کا سوچ بھی نہ سکتے تھے۔ انہوں نے بھی پورا زور حضرت بنوریؒ پر لگا دیا۔

۷...... حضرت جالندھریؒ کے عہد امارت میں حضرت بنوریؒ مجلس کی شوریٰ کے رکن بھی رہے۔ وہ

مجلس کے مزاج سے واقف اور مجلس کے حضرات ان کے مزاج شناس۔ اس لئے کسی اور پر نظر نہ جاتی تھی۔

۸...... مسلمہ دینی شخصیات مثلاً مولانا قاضی عبدالقادرؒ جھاوریاں والے تبلیغ جماعت کے معروف رہنماء اور شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے خلیفہ مجاز، خانقاہ قادریہ راشدیہ دین پور شریف کے سجادہ نشین حضرت میاں عبدالہادیؒ دین پوری، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ مہاجر مدنی اور دیگر بہت سے اکابر نے اس کام کے لئے حضرت شیخ بنوریؒ کو آمادہ کرنے کی سعی بلیغ ومشکور فرمائی۔

۹...... قدرت کے اپنے فیصلے ہوتے ہیں۔ مجلس کے اکابر کو معلوم نہ تھا کہ یہ بزرگ بھی شیخ بنوریؒ کو مجلس کی امارت کے لئے کوشش فرمارہے ہیں۔ ہاں ان اکابر حضرات کو معلوم ہوگا کہ مجلس کی قیادت حضرت بنوریؒ کو امارت کے لئے آمادہ کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ اس لئے کہ مجلس کے حلقہ میں دن رات ہر جگہ حضرت بنوریؒ کے حوالہ سے تذکرہ عام تھا کہ وہ امیر بن رہے ہیں۔

۱۰...... ان تمام تر کوششوں کے باوجود حضرت بنوریؒ کے سامنے اپنی علمی مصروفیات، اور جامعۃ العلوم الاسلامیہ کی ذمہ داری۔ اس لئے خیال کیا جاسکتا ہے کہ حضرت بنوریؒ دونوں امور کو سامنے رکھ کر کوئی واضح فیصلہ کرنے میں تاخیر کا شکار تھے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کی مجلس عمومی کا اجلاس

ان حالات میں روز بروز مجلس عمومی کے اجلاس کی تاریخیں قریب سے قریب تر ہورہی تھیں۔ اجلاس میں شرکت کے لئے حضرت بنوریؒ آمادہ تو ہوگئے۔ لیکن آپ نے حکم فرمایا کہ اجلاس میں بطور خاص حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ صاحب کو میرے حوالہ سے دعوت دے کر ان کی آمد کو یقینی بنایا جائے۔ اب یاد نہیں کہ حضرت خواجہؒ صاحب کے پاس کون گئے۔ کیا ہوا۔ بہرحال حضرت قبلہؒ نے اپنے استاذ حضرت شیخ بنوریؒ کے حکم پر اجلاس میں شریک ہونے کا وعدہ فرمالیا۔ جس کی حضرت بنوریؒ کو اطلاع کردی گئی۔ آپ نے بھی انشراح صدر کے ساتھ اجلاس میں شرکت کا یقینی وعدہ فرمالیا۔

اس موقعہ پر راقم اپنا تأثر اس طرح بیان کرسکتا ہے کہ غالباً حضرت بنوریؒ اپنی مصروفیات اور مجلس کی امارت کی اہمیت دونوں میں تطبیق اس طرح فرمانا چاہتے ہوں گے کہ اپنے معتمد اور جامع شخصیت جو مجلس کی امارت کو بوجھ کو اٹھاسکتے ہوں۔ وہ ان کو امیر بنا کر اور خود اپنی رہنمائی وتعاون کے ساتھ پیچھے رہ کر ان دونوں کاموں کی تقسیم کار کرنا چاہتے تھے۔ تاکہ جامعہ اور مجلس کے کام دونوں کماحقہ چلتے رہیں۔ اس لئے آپ کی نظر انتخاب حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ صاحب پر پڑی۔ چنانچہ آپ کو بطور خاص اجلاس میں ملتان تشریف لانے پر پختہ وعدہ لیا۔ قرائن بتاتے ہیں کہ اس کے لئے انہوں نے مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کو بھی اعتماد میں لیا۔ یہ دونوں بزرگ اس زمانہ میں ہر اہم کام میں ایک دوسرے کے مشورہ کو ضروری سمجھتے تھے۔ لیکن جب عمومی کا اجلاس ہوا تو صورتحال یکسر تبدیل ہوگئی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت قبلہؒ نے جس ٹرین کو کندیاں سے پکڑنا تھا۔ اس سے رہ گئے۔ جو صبح ملتان پہنچتی ہے۔ دوسری ٹرین جو صبح کندیاں سے چلتی ہے اس نے ملتان اجلاس کے اختتام پر پہنچنا تھا۔ اس لئے آپ کندیاں سے

واپس خانقاہ آ گئے اور اجلاس کے وقت پر نہ پہنچ سکے۔ اس کے باعث سفر ملتوی کر دیا۔ مولانا محمد عبداللہ صاحب بھکر والوں کو بھی آپ نے فرما دیا تھا کہ وہ رات کی ٹرین سے ملتان کے لئے سفر کریں۔

حضرت قبلہ خود تو رہ گئے۔ مولانا محمد عبداللہ بروقت پہنچ گئے۔ حضرت شیخ بنوریؒ بھی صبح کے جہاز پر کراچی سے ملتان تشریف فرما ہو گئے۔ اجلاس شروع ہونے کا وقت ہو گیا۔ حضرت قبلہ نہیں تو مولانا عبداللہ نے عرض کیا کہ پروگرام تو پختہ تھا۔ ممکن ہے کہ ٹرین چھوٹ گئی ہو تو اب دوسری ٹرین سے دوپہر تک تشریف لائیں۔ حضرت بنوریؒ نے فرما دیا کہ صبح دس بجے کی بجائے اجلاس مؤخر کر دیا جائے۔ اس زمانہ میں ڈائریکٹ ڈائلنگ کا نظم نہ تھا۔ ہوتا بھی تو خانقاہ سراجیہ میں فون کی سہولت موجود نہ تھی۔ اس زمانہ میں چشمہ کالونی ایک ارادت مند کے ذریعہ رابطہ ہوتا تھا۔ کال بک کرائی جاتی تو بھی گھنٹوں باری کی انتظار کرنا پڑتی تھی۔ اس تگ ودو میں ظہر کے بعد اجلاس شروع ہوا۔ جب دوسری ٹرین آ گئی اس پر حضرت قبلہ تشریف نہ لائے۔ اب حضرت قبلہ بھی تشریف نہیں لا سکے۔ حضرت شیخ بنوریؒ آپ سے مشورہ بھی نہیں کر سکے۔ ادھر اجلاس حضرت بنوریؒ کی صدارت میں شروع۔ تلاوت کے بعد سابقہ اجلاس عمومی کی کارروائی پڑھی گئی۔ اس کی توثیق ہوتے ہی حضرت بنوریؒ کا نام پیش ہوا۔ تمام حاضرین نے یک زبان ہو کر نہ صرف تائید کی بلکہ ہاتھ بھی بلند کر دیئے۔ حضرت بنوریؒ کچھ فرمانا چاہتے تھے کہ حضرت امیر شریعتؒ کے ساتھی، مفتی کفایت اللہؒ کے شاگرد، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی رکن اور سرائیکی زبان کے نامور خطیب مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ کھڑے ہو گئے۔ ان کو دیکھ کر حضرت بنوریؒ نے گفتگو کا آغاز روک دیا۔ حضرت بہاولپوریؒ نے کہا کہ حضرت (حضرت بنوریؒ) ختم نبوت کا کام آپ کے استاذ حضرت انور شاہ کشمیریؒ نے حضرت امیر شریعتؒ کے ذمہ لگایا تھا۔ ہم سب نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر حضرت امیر شریعتؒ کے ساتھ امکانی حد تک جو بن پڑا قادیانیت کو لگام دی۔

حضرت امیر شریعتؒ، ان کے رفقاء حضرت قاضیؒ، حضرت جالندھریؒ، حضرت مولانا لال حسین اخترؒ، یکے بعد دیگرے ہمیں یتیم کر گئے۔ ان کی جدائی سے خمیدہ کمر، شکستہ دل اس ٹیم کی آپ امارت قبول فرمائیں۔ اس پر پورے اجتماع میں آہوں اور سسکیوں کا ایسا ماحول بنا کہ شام غریباں پر ان کے خطیب کیا بناتے ہوں گے۔ خود حضرت بنوریؒ، مولانا محمد حیاتؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ اور دیگر حضرات نے بھی رو رو کر اپنی داڑھیوں کو آنسوؤں سے تر کر لیا۔ اس پر مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ نے پھر بات کا آغاز کیا کہ حضرت (حضرت بنوریؒ) آپ امارت قبول کریں تو حضرت امیر شریعتؒ کی اطاعت کی اور جس طرح قادیانیوں کو نتھ ڈالی۔ اس طرح تیار ہیں بلکہ بڑھ کر اطاعت کا وہ نمونہ پیش کریں گے کہ اولاد بھی اپنے والدین کی وہ اطاعت نہیں کر سکتی۔ جو ہم آپ کی کریں گے اور اگر امارت پر آپ آمادہ نہیں تو مولانا محمد شریف جالندھریؒ سے چابیاں لے کر جذبات میں حضرت بنوریؒ کی طرف بڑھا دیں کہ یہ چابیاں ہیں۔ اس دفتر کو بند کر دیں۔ ہم بھی گھروں کو جاتے ہیں۔ اس پر پھر وہی آہ وبکا کی کیفیت، حضرت بنوریؒ نے صرف اتنا فرمایا بہت اچھا۔ پورا اجلاس خیر مقدمی کلمات سے گونج اٹھا۔ حضرت بنوریؒ کچھ فرمانا چاہتے تھے کہ مولانا حسین علیؒ وار بٹن کے کھڑے ہوئے اور نائب امارت کے لئے مولانا محمد شریف جالندھریؒ کا نام پیش کر دیا۔ اس کا بھی ایک پس منظر ہے۔ وہ یہ کہ مجلس وشوریٰ کے دستور کے اعتبار سے مرکزی ناظم اعلیٰ کو امیر مرکز یہ نامزد کرتے ہیں۔ اس وقت ناظم اعلیٰ مولانا عبدالرحیم اشعرؒ تھے۔ جب کہ تمام مبلغین کی اور اراکین

عمومی اس کام کے لئے مولانا محمد شریف جالندھریؒ کو موزوں سمجھتے تھے۔ مگر رکاوٹ یہ کہ ناظم اعلیٰ کا اختیار وہ امیر مرکزیہ کے پاس تھا۔ البتہ امیر مرکزیہ اور نائب امیر کا چناؤ وہ مجلس عمومی نے کرنا تھا۔ مولانا منظور احمد شاہ حجازی، مولانا خدا بخش، مولانا قاضی اللہ یار، خود راقم اور اکثر دوست تیاری کے ساتھ مجلس عمومی کو قائل کر کے آئے تھے کہ مولانا محمد شریف جالندھریؒ کو عمومی نائب امیر بنادے۔ ناظم اعلیٰ نہ سہی نائب امیر تو وہ ہو جائیں گے۔ مولانا حسین علیؒ وار بٹن اچھے خطیب، خوب جہیر الصوت، ایک پاؤں سے معذور جس کے باعث ڈنڈا ہاتھ میں، پگڑی پہنے، چشمہ لگائے، انہوں نے حضرت شیخ بنوریؒ کے کچھ فرمانے سے قبل ڈنڈا اٹھایا۔ اس کے سہارے کھڑے ہوئے۔ خوب تیزی اور بلند آواز سے نائب امیر کے لئے مولانا محمد شریف جالندھریؒ کا جوں ہی نام پیش کیا مقابلہ میں کسی اور کا نام آنے کا موقعہ ہی نہ آنے دیا کہ اتنے میں ہال میں اکثر رفقاء کے ہاتھ مولانا محمد شریف جالندھریؒ کی نائب امارت کے لئے بلند ہوگئے۔ کہاں حضرت بنوریؒ امیر بننے کے لئے خوشی سے آمادہ نہیں، وہ سب نے مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ کی قیادت میں رو رو کر آپ کو آمادہ کرلیا۔ اب حضرت بنوریؒ کچھ فرمانا چاہتے ہیں کہ مولانا محمد شریف جالندھریؒ کی نائب امارت کنفرم ہونے کو ہے۔

حضرت بنوریؒ نے ہال کے اس منظر کو دیکھا۔ اکثر و بیشتر عمومی کے ارکان، علماء، مشائخ یا حضرت امیر شریعتؒ، حضرت جالندھریؒ کے تربیت یافتہ تھے۔ جیسے پہلے عرض کیا ہے کہ حضرت بنوریؒ کا ارادہ تھا کہ حضرت قبلہ مولانا خواجہ خان محمدؒ صاحب کو امیر بنائیں گے۔ اجلاس نے حضرت بنوریؒ کو امیر بنالیا۔ اب نائب امیر کے لئے مولانا محمد شریف جالندھریؒ کو لایا جارہا ہے تو حضرت بنوریؒ نے ماحول کو دیکھا اور مولانا حسین علی سے فرمایا۔ مولوی صاحب بیٹھ جایئے۔ حضرت بنوریؒ کے اس جملہ پر پوری عمومی نے حضرت کے احترام میں سر جھکا لئے۔ تو حضرت بنوریؒ نے فرمایا دیکھئے کہ اگر میں امیر ہوں تو نائب امیر مولانا خواجہ خان محمدؒ صاحب ہوں گے اور بس۔ اس پر کوئی بات سننے کے لئے آمادہ نہیں اور آپ میں سے کوئی کچھ نہ کہے۔ اب عمومی کے اکثر ارکان اور غالباً تمام مبلغین جو مولانا محمد شریف جالندھریؒ کو آگے لانا چاہتے تھے۔ لگے بغلیں جھانکنے۔ خلاف توقع سارا منصوبہ ہی ناکام ہوگیا۔ ایک تو حضرت الامیر اور وہ بھی حضرت بنوریؒ، ان کا حکم، دوسرا یہ کہ حضرت خواجہ خان محمدؒ صاحب کے نام کے سامنے آتے ہی پورے اجتماع میں سے ایک شخص بھی اس سے انکار کا سوچ بھی نہ سکتا تھا۔ لیکن حضرت بنوریؒ ایسے خدارسیدہ، معاملہ فہم رہنماء اگلے ہی جملہ میں سب کے دل جوڑ دیئے۔ فرمایا کہ نائب امیر تو مولانا خواجہ خان محمدؒ صاحب ہی ہوں گے۔ ہاں آپ دوستوں کی اکثریت چاہتی ہے کہ مولانا محمد شریف جالندھریؒ اہم ہیں۔ تو میں انہیں ناظم اعلیٰ نامزد کرتا ہوں۔ اب تو پورا اجتماع سبحان اللہ! ماشاءاللہ! ٹھیک ہے۔ بالکل منظور ہے۔ منظور ہے۔ کی صداؤں سے گونج اٹھا۔ لیجئے! حضرت شیخ بنوریؒ نے جو امیر بنتے ہی پہلا فیصلہ کیا ’’اگر میں امیر تو نائب امیر بہرحال مولانا خان محمدؒ صاحب ہوں گے اور آپ کہتے ہیں تو ناظم مولانا محمد شریف جالندھریؒ ہوں گے۔‘‘ اس پر ایسا اتفاق رائے ہوا کہ حضرت خواجہ خان محمدؒ صاحب کے مقابلہ میں دوسرا نام آنے کا نہ سوچا جاسکتا تھا اور نہ ہی پیش ہوسکتا تھا۔ نہ سوچا جاسکا۔ نہ پیش ہوسکا۔ نہ حضرت بنوریؒ نے کسی کی پیش جانے دی۔ اس انتخاب کو میرے جیسا کہ مجلس کا نیازمند خالصتہً منشاء خداوندی سے تعبیر کرتا ہے۔ حضرت شیخ بنوریؒ نے پھر نصائح فرمائیں۔ بیورو کریسی، بہرحال

بیوروکریسی ہوتی ہے۔ چاہے حکومتی ہو یا کسی دینی ادارے کی۔ حضرت کے بیان کے دوران ہی مجلس عمومی کے رجسٹر پر حضرت بنوریؒ کے امیر مرکزیہ اور حضرت قبلہؒ کے نائب اور مولانا محمد شریف جالندھریؒ کے ناظم اعلیٰ ہونے کے پانچ سطری عمومی کی کارروائی لکھ کر دعا سے قبل جونہی حضرت بنوریؒ کا بیان ختم ہوا، رجسٹر پیش کر کے مولانا محمد شریف جالندھریؒ کی نظامت علیاء پر بھی ساتھ دستخط کرا لئے۔ دعاء ہوگئی۔ میرے خیال میں مجلس عمومی کی سب سے مختصر کارروائی جو رجسٹر پر درج ہوئی وہ اس اجلاس کی ہے۔

اس کے پیچھے یہ کہانی کارفرما تھی۔ نہ اس کارروائی میں مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ کی تقریر کے مندرجات نہ حضرت بنوریؒ کی تقریر کے مندرجات، نہ یہ تفصیل جو اوپر بیان ہوئی۔ اس کا تذکرہ جو خدشہ تھا کہ کہیں شوریٰ حضرت بنوریؒ سے مولانا شریف جالندھریؒ کے علاوہ کسی اور کو ناظم اعلیٰ نہ بنوادے۔ اسے پکا کرانے کے لئے فوری کارروائی میں درج کر کے اس راستہ کو بند کر دیا گیا۔

قارئین محترم! راقم مجلس کی تاریخ نہیں لکھ رہا۔ بلکہ حضرت قبلہؒ کے حالات قلمبند کر رہا ہے۔ اچھا ہوا کہ قدرے تفصیل آ گئی۔ اس سے اگلے واقعات سمجھنے میں آسانی ہوگی۔ اجلاس ختم ہوا۔ سب اپنے اپنے گھروں کو شاداں وفرحاں روانہ ہوگئے۔ حضرت شیخ بنوریؒ نے کراچی کی فلائٹ پکڑنا تھی۔ تو آپ نے مولانا محمد شریف جالندھریؒ کو حکم فرمایا کہ آپ میری طرف سے خواجہ خان محمدؒ صاحب کو خط لکھ دیں کہ آپ کا بہت انتظار کیا۔ آپ کی وجہ سے اجلاس میں تاخیر کی۔ آپ تشریف نہ لاسکے۔ لیکن بنوریؒ نے آپ کو نائب بنا دیا ہے۔ اب انکار کی گنجائش نہیں۔ (یہ خلاصہ عرض کیا ہے)

مولانا محمد شریف جالندھریؒ دارالعلوم دیوبند کے فاضل، حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد، حضرت امیر شریعتؒ، حضرت قاضیؒ صاحب، حضرت جالندھریؒ کے تربیت یافتہ پہلے احرار پھر عالمی مجلس میں آپ کی صلاحیتوں نے اپنا سکہ منوایا۔ بلا کے زیرک انسان، نام ونمود سے کوسوں دور، کام کے دھنی، مقدر کے شہنشاہ، خدمت خلق، رفاہ عامہ کے کاموں کے خوگر۔ آپ کو ناظم اعلیٰ کیا بنایا گیا گویا قدرت نے تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے لئے ایک خاموش اور دوررس سوچ کے حامل جرنیل کو قادیانیت کے مقابلہ میں لا کھڑا کیا۔

لیجئے صاحب! مولانا محمد شریف جالندھریؒ نے حضرت شیخ بنوریؒ کے حکم پر حضرت قبلہؒ کے نام خط لکھا۔ بڑے سائز کے لیٹر پیڈ مکمل صفحہ پر پوری تفصیلات درج تھیں۔ افسوس وہ خط محفوظ نہیں رہ سکا۔ ورنہ تاریخی خط تھا۔ اس خط کو حضرت قبلہؒ کی خدمت میں لے جانے کی سعادت راقم کے حصہ میں قدرت نے رکھی تھی۔ اگلے روز خانقاہ شریف حاضر ہوا اور یہ خانقاہ سراجیہ میں راقم کی دوسری حاضری تھی۔ (اس سے قبل ایک بار مولانا محمد علی جالندھریؒ کے ساتھ حاضری ہوئی تھی) خط پیش کیا۔ حضرت قبلہؒ اپنے کمرہ میں مریدوں کی جماعت کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ آپ کی جوانی تھی۔ آج سے سینتیس سال قبل کی بات ہے۔ داڑھی مبارک میں شاید ہی گنتی کے چند بال سفید ہوں گے۔ مجلس کے حوالہ سے پہلی سفارتی راقم کی حضرت قبلہؒ سے ملاقات، خط پڑھا۔ تہہ کر کے دراز میں رکھا۔ سر پر اوپر اٹھایا۔ میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا مولوی صاحب کیا نام ہے؟ عرض کیا۔ اللہ وسایا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اچھا آپ بھی مولانا محمد شریفؒ صاحب کو نائب امیر بنوانے والوں میں شامل تھے۔ میرے تو اوسان خطاء ہوگئے۔ یا اللہ

یہ کیا ہوگیا۔ حضرت قبلہؒ کو مجھ سے پہلے کارروائی کس نے بتادی۔ کون مجھ سے پہلے یہاں پہنچ گیا؟ کارروائی ختم ہونے کے بعد میرے خیال میں راقم پہلا آدمی تھا کہ جو ملتان سے خانقاہ شریف آیا ہو مجھ سے پہلے کون آیا اور کارروائی کی رپورٹ بھی منفی پیش کی۔ کیس ہی خراب ہوگیا۔

راقم نے کانپتے جسم اور لرزتے ہونٹوں سے عرض کیا کہ حضرت آپ کے نام پر تو کسی نے اختلاف ہی نہیں کیا۔ آپ کے مقابلہ میں کوئی نام ہی نہیں آیا۔ پہلے ہاؤس نے رائے دی کہ مولانا محمد شریف جالندھریؒ نائب امیر ہوں۔ جب حضرت شیخ بنوریؒ نے آپ کا اعلان فرمایا کہ اگر مجھے امیر بنانا ہے تو نائب امیر مولانا خواجہ خان محمد صاحب ہوں گے۔ اس پر کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ سوچا بھی نہیں جاسکتا تھا، نہ سوچا گیا اور یہ کہ مولانا محمد شریف جالندھریؒ کا اوّل میں جو نام پیش ہوا اس میں بھی دوسرے مولانا صوفی اللہ وسایاؒ میں وہ ڈیرہ غازیخان کے تھے۔ وہ بولے تھے۔ میں تو لائل پور میں مجلس کا مبلغ ہوں۔ (اور واقعہ بھی یہی تھا کہ مولانا محمد شریف جالندھریؒ والی تجویز کا فقیر گو حامی تھا۔ لیکن ساری عمر پیچھے رہ کر راقم گیم بناتا رہا۔ خود کبھی آگے نہیں آیا۔ اس دن بھی یہی کیا تھا) اس پر حضرت قبلہؒ مسکرائے۔ فرمایا بہت اچھا اور ساتھ ہی فرمایا کہ حضرت الاستاذ صاحب حضرت شیخ بنوریؒ کا حکم ہے۔ کیسے ٹال سکتا ہوں؟ یہ فرما کر تصویب وقبولیت کا بھی اظہار فرمایا۔ جوابی خط بھی تحریر فرمایا۔ جس کا قریباً یہی مفہوم تھا۔ کھانا کھایا، ظہر کے بعد کی مجلس میں حاضری رہی، رات کی گاڑی سے ملتان آگیا۔ دو چار روز چھوڑ کر پھر حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ خانقاہ سراجیہ تشریف لے گئے تو حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ میں تو جمعیت علماء اسلام سے وابستہ ہوں۔ آپ نے مجھے نائب امیر بنادیا۔ اس پر مولانا محمد شریف جالندھریؒ نے عرض کیا کہ یہ تو آپ جانیں اور آپ کے استاذ (حضرت شیخ بنوریؒ) اس پر حضرت قبلہؒ مسکرادیئے۔ اس ملاقات میں مولانا محمد شریف جالندھریؒ نے عرض کیا کہ حضرت مہینہ میں ایک دن دفتر مرکزیہ کے لئے مختص فرمادیں تاکہ مہینہ بھر کی رپورٹ پیش کی جاسکے اور اگلے مہینہ کے پروگراموں کی بابت مشورہ ہوجایا کرے۔ چنانچہ سالہا سال اس پر عمل ہوتا رہا۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء

۹؍اپریل ۱۹۷۴ء کو مجلس تحفظ ختم نبوت کی حضرت بنوریؒ نے امارت اور حضرت قبلہؒ نے نائب امارت سنبھالی۔ ایک ماہ بیس دن بعد ۲۹؍مئی کو اسٹیشن چناب نگر (ربوہ) پر ملتان نشتر میڈیکل کے طلباء پر ٹرین پر قادیانی اوباشوں نے مرزا طاہر کی قیادت میں حملہ کردیا۔ ٹرین کے فیصل آباد پہنچنے سے قبل مولانا تاج محمودؒ کو جونہی اطلاع ہوئی شہر فیصل آباد میں اعلان کرادیا۔ چناب ایکسپریس کے پہنچنے سے قبل اسٹیشن پر پورا فیصل آباد امڈ آیا۔ گوجرہ، ٹوبہ، شورکوٹ، عبدالحکیم، خانیوال، ملتان، جہاں جہاں ٹرین کے سٹاپ تھے وہاں کے مسلمانوں کو مولانا تاج محمودؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ نے اطلاعیں کیں۔ ہر جگہ احتجاجی مظاہرے شروع ہوگئے۔ ۲۹؍مئی ۱۹۷۴ء کو حضرت بنوریؒ سرحد کے سفر پر تھے۔ سردار میر عالم لغاری کو کراچی فون کر کے حضرت بنوریؒ کو فوری راولپنڈی پہنچنے کا عرض کیا گیا۔ اتفاق کی بات ہے کہ راولپنڈی سے سوات حضرت بنوریؒ کو اطلاع دہی کے لئے مولانا قاری زرین احمد مدرس جامعہ فرقانیہ کی ڈیوٹی لگی۔ وہ بھی ہمارے حضرت قبلہؒ کے مرید ہیں۔ حضرت بنوریؒ اسلام آباد تشریف لائے۔ حضرت مفتی

محمودؒ اسمبلی کے اجلاس کے سلسلہ میں اسلام آباد تھے۔ ان سے مشورہ کے بعد ۳رجون کو راولپنڈی اجلاس طلب کیا گیا۔ اس اجلاس میں شرکت کے لئے مولانا تاج محمودؒ، مولانا مفتی زین العابدینؒ، مولانا حکیم عبدالرحیم اشرفؒ کو لالہ موسیٰ گرفتار کر لیا گیا۔ تاہم اجلاس ہوا۔ اس میں بھی حضرت قبلہؒ تشریف لائے۔ اس اجلاس میں طے ہوا کہ ۹رجون کو لاہور میٹنگ طلب کی جائے۔ جس میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی تشکیل کی جائے۔ شیرانوالہ میں اجلاس ہوا۔ اس میں ملک بھر کی دینی قیادت جہاں جمع تھی ہمارے حضرت قبلہؒ بھی موجود تھے۔ چنانچہ اس میں حضرت بنوریؒ کو مجلس عمل کا کنونیئر مقرر کیا گیا اور مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی کے لئے مرکزی مجلس عمل میں چار حضرات کو شامل کیا گیا۔ حضرت قبلہؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، سردار میر عالم خان لغاری، اس اجلاس میں ۱۴رجون کو قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے لئے ملک بھر میں ہڑتال کی اپیل کی گئی۔ پورے ملک میں اس ہڑتال کو کامیاب بنانے کے لئے اور ملک میں تحریک کو منظم کرنے کے لئے بھرپور جدوجہد کا اعلان کیا گیا۔ جناب وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے آ کر لاہور ڈیرے لگائے۔ علماء سے ملاقاتیں، کس طرح اس ہڑتال کی اپیل کو واپس لینے کی کوشش کی۔ ہڑتال ہوئی اور پورے ملک میں ہوئی۔ ایسی ہڑتال کہ شاید اس کی مثال پیش نہ کی جا سکے۔

۱۶رجون کو فیصل آباد میں مجلس عمل کا اجلاس ہوا۔ اس اجلاس میں جہاں ملک بھر کی سیاسی و مذہبی جماعتوں کے سربراہان شریف تھے۔ حضرت قبلہؒ بھی تشریف لائے۔ رات کو جامع مسجد کچہری بازار میں جلسہ عام ہوا۔ حضرت شیخ بنوریؒ، حضرت قبلہؒ، حضرت مفتی محمودؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، نوابزادہ نصر اللہ خانؒ، جب ایک ساتھ سٹیج پر تشریف فرما ہوئے تو فلک سے فرشتوں نے بھی جھوم جھوم کر اس قیادت کو دیکھا کہ رحمت عالم ﷺ کی عزت و ناموس کے دشمن قادیانیوں کے مقابلہ میں امت کس طرح اکٹھی ہے؟ مجلس عمل کے اجلاس میں شرکت کے لئے حضرت بنوریؒ تشریف لائے تو آپ کا قیام حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ کے مکان پر تھا۔ حضرت قبلہؒ ملنے کے لئے گئے تو حضرت بنوریؒ سروقد کھڑے ہو گئے۔ گھنٹوں اجلاس کے بارہ میں اور پورے ملک کی صورتحال پر حضرت بنوریؒ و حضرت قبلہؒ کا مشورہ جاری رہا۔ اس ملاقات میں حضرت قبلہؒ حضرت بنوریؒ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھے تو حضرت بنوریؒ نے فرمایا۔ آپ ایسے نہ بیٹھیں۔ مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ لیکن حضرت قبلہؒ اپنے استاذ کے احترام میں برابر اس طرح بیٹھے رہے۔ حضرت بنوریؒ نے بھی حضرت قبلہؒ کے قلبی احترام کی یہ کیفیت دیکھی تو اصرار چھوڑ دیا۔

اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پیش ہوا تو امت کی طرف سے محضر نامہ، اسمبلی میں پیش کرنے کے لئے حضرت بنوریؒ، حضرت مفتی صاحبؒ مصروف ہو گئے۔ اب اس خلاء کو ملک بھر میں پر کرنے کے لئے حضرت قبلہؒ نے دورے کئے۔ اس دوران میں حضرت بنوریؒ، حضرت مفتی صاحبؒ کا حضرت قبلہؒ سے برابر رابطہ رہا۔

یکم رجولائی کو مرکزی مجلس عمل کا راولپنڈی میں اجلاس ہوا۔ حضرت بنوریؒ، حضرت مفتی محمودؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، مولانا عبدالحقؒ، آغا شورش کاشمیریؒ، نوابزادہ نصر اللہ خانؒ، علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ، مولانا حبیب اللہ بنوریؒ اور دیگر قائدین کے شانہ بشانہ حضرت قبلہؒ بھی اجلاس میں تشریف فرما ہوئے اور اپنی رائے عالی سے قائدین کو نوازا۔ حضرت قبلہؒ نے خانقاہ سراجیہ کے جملہ متعلقین کو ملک بھر میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنا کردار ادا کرنے کا جہاں حکم فرمایا وہاں خانقاہ شریف میں برابر دعاؤں کا بھی اہتمام کیا۔ میانوالی کے ارکان اسمبلی کو قائل کرنے کے لئے

اپنا اثر رسوخ استعمال کیا۔ غرض اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے آپ نے شب و روز ایک کر دیئے۔

۱۴؍ جولائی کو گول مسجد سرگودھا میں دن کو کنونشن، رات کو جلسہ عام ہوا۔ جہاں مرکزی قیادت نے شرکت فرمائی۔ وہاں حضرت قبلہ بھی تشریف لائے۔ ۱۳؍ اگست کو مرکزی مجلس عمل کا فیصل آباد میں اجلاس ہوا۔ یکم ستمبر کو دن شیرانوالہ ملک بھر کے علماء کا کنونشن، رات کو شاہی مسجد میں جلسہ عام ہوا۔ حضرت قبلہ کنونشن، و شاہی مسجد کے جلسہ عام میں حضرت بنوریؒ، حضرت مفتی محمودؒ، میاں عبدالہادیؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، مولانا عبداللہ درخواستیؒ، خواجہ قمرالدین سیالویؒ، مولانا عبدالقادر روپڑیؒ کے شانہ بشانہ تمام اجلاسوں میں شریک رہے۔ آخری اجلاس راولپنڈی میں منعقد ہوا۔ اس سے قبل ''بندرانائیکے'' کے اعزاز میں ایک استقبالیہ میں جناب ذوالفقار علی بھٹوؒ اور چوہدری ظہور الٰہیؒ کا آمنا سامنا ہوا۔ ظہور الٰہیؒ جھانسہ دے کر نکلنا چاہتے تھے۔ بھٹو صاحبؒ نے آواز دے کر کہا کہ چوہدری صاحبؒ کیوں چھپ کر جا رہے ہو؟ ادھر آؤ۔ اتنے میں لاء سیکرٹری افضل چیمہ آ گئے۔ تو بھٹو صاحبؒ نے چیمہ صاحب کو کہا کہ آپ ظہور الٰہیؒ کو سمجھائیں۔ یہ میرا مخالف ہو گیا ہے۔ ظہور الٰہیؒ نے کہا کہ نہیں ہمیں آپ سے اصول اختلاف ہیں۔ ہم اخلاص سے آپ سے اختلاف کرتے ہیں۔ اس سے آگے مولانا تاج محمودؒ کی زبانی سنئے۔ فرماتے ہیں۔ ظہور الٰہیؒ نے کہا کہ: ''ہم اخلاص اور نیک نیتی سے آپ پر تنقید کرتے ہیں۔ اب ختم نبوت کا مسئلہ آپ کے سامنے ہے۔ اسے حل کیجئے اور قوم کے ہیرو بن جایئے۔ بھٹو صاحبؒ نے کہا کہ اگر میں ۱۴؍ جون کو (ملک گیر ہڑتال کے دن) اس مسئلہ کو مان لیتا تو ہیرو بن سکتا تھا۔ لیکن بعد از خرابی بسیار مسئلہ ماننے سے ہیرو کیسے بن سکتا ہوں؟ افضل چیمہ نے کہا کہ بھٹو صاحبؒ باقی علماء کو تو مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دینے پر اتنا اصرار نہیں ہے۔ البتہ چوہدری ظہور الٰہی صاحبؒ بڑا اصرار کر رہے ہیں۔ اترا رہا ہے اور ضد کر رہا ہے۔ میں نے کہا کہ بھٹو صاحبؒ یہ چیمہ صاحب آپ کے سامنے اپنے نمبر بنا رہے ہیں۔ میں ضد نہیں کر رہا۔ علماء کرام کا اپنا موقف ہے وہ میرے تابع نہیں ہیں۔ ایک دینی مؤقف اور شرعی امر ہے۔ علماء کرام کو یوں مطعون کرنا چیمہ صاحب کے لئے مناسب نہیں ہے اور صرف علماء کرام نہیں بلکہ اس وقت تمام اسلامیان پاکستان اس مسئلہ کو حل کرانے کے لئے سراپا تحریک بنے ہوئے ہیں۔

دنیائے اسلام کی نگاہیں اس مسئلہ کے لئے آپ کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ دنیائے اسلام کے مسلمان اس مسئلہ کا مثبت حل چاہتے ہیں۔ اسے صرف مولویوں کا مسئلہ کہہ کر چیمہ صاحب آپ کو گمراہ کر رہے ہیں۔ علماء کرام قطعاً اس مسئلہ میں کسی قسم کی معمولی سی لچک پیدا کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ آپ اس بارے میں علماء کرام سے خود دریافت کر لیں۔ بلکہ میں ایسے عالم دین کا نام بتاتا ہوں جو آپ کے لئے دل میں نرم گوشہ رکھتے ہیں۔ آپ ان سے پوچھ لیں کہ مسئلہ ختم نبوت فروعی امر ہے یا دین کا بنیادی مسئلہ ہے۔ اس کا تحفظ کرنا مسلمان حکومت کے لئے ضروری ہے یا نہیں؟ بھٹو صاحبؒ نے کہا کون سے عالم دین۔ میں نے کہا کہ مولانا ظفر احمد انصاریؒ آپ ان سے پوچھ لیں اگر وہ ختم نبوت کے مسئلہ کو فروعی مسئلہ سمجھتے ہوں تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ ہم تحریک سے لاتعلق ہو جائیں گے۔ بھٹو صاحبؒ نے چیمہ صاحب کی ڈیوٹی لگائی ہے کہ وہ مجھے (ظہور الٰہی) کے ساتھ لے کر مولانا ظفر احمد انصاریؒ سے ملیں اور ان کا مؤقف معلوم کریں۔ چنانچہ اب وقت ہو گیا ہے۔ چیمہ صاحب میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔ ہم دونوں نے مولانا ظفر احمد انصاریؒ سے ملنا ہے۔ مولانا مفتی زین العابدینؒ اور مولانا حکیم عبدالرحیم اشرفؒ کے چیمہ صاحب اور مولانا ظفر احمد انصاریؒ سے

اچھے تعلقات تھے۔ چیمہ صاحب تو ویسے بھی فیصل آباد کے علاقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ چنانچہ طے ہوا کہ یہ دونوں حضرات بھی آپ کے ساتھ جائیں۔ چوہدری ظہور الٰہیؒ، افضل چیمہ، حکیم عبدالرحیم اشرفؒ، مولانا مفتی زین العابدینؒ اور مولانا ظفر احمد انصاریؒ کی طویل گفتگو ہوئی۔ مولانا ظفر احمد انصاریؒ نے صراحتہً فرمایا کہ ختم نبوت کا مسئلہ دین کا بنیادی مسئلہ ہے۔ اس کو فروعی مسئلہ قرار دینا غلط ہے۔ حقیقت میں خود افضل چیمہ اس مسئلہ میں ضد کر رہے تھے۔ تمام حضرات کی گرفت سے چیمہ صاحب نرم ہوگئے تو ہاتھ جھٹک کر کہا کہ اگر آپ لوگ ملک کی جڑیں اس طرح کھوکھلی کرنا چاہتے ہیں تو بڑے شوق سے جو چاہے کر جایئے۔ بہر حال مولانا ظفر احمد انصاریؒ کی گفتگو کی رپورٹ بھٹو صاحب کو دی گئی۔''

اس کے بعد قومی اسمبلی کے دفاتر میں سب کمیٹی کا اجلاس تھا۔ ظہور الٰہیؒ، مفتی محمودؒ، پروفیسر غفور احمدؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، حفیظ پیرزادہؒ، مولانا کوثر نیازیؒ، افضل چیمہ شریک ہوئے۔ اجلاس میں جاتے وقت مولانا مفتی محمودؒ نے ہمیں حکم فرمایا کہ آپ لوگ چل کر راجہ بازار میں مجلس عمل کی میٹنگ کریں۔ میں نے مفتی محمودؒ سے استدعا کی کہ سب کمیٹی کی مثبت یا منفی جو بھی کارروائی ہو ہمیں حکومت کے رویہ سے ضرور باخبر رکھیں۔ تاکہ اسی روشنیء میں ہم مجلس عمل میں اپنی پالیسی طے کر سکیں۔ دارالعلوم (راجہ بازار) میں میٹنگ شروع ہوئی۔ آغا شورش کاشمیریؒ کی صحت ناساز تھی۔ وہ میٹنگ میں لیٹ شریک ہوئے۔ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے اجلاس کی صدارت فرمائی۔ سید مظفر علی شمسیؒ، سید محمود احمد رضویؒ، مولانا خواجہ خان محمدؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، سردار میر عالم خان لغاری، بندہ تاج محمودؒ، مفتی زین العابدینؒ، حکیم عبدالرحیم اشرفؒ، علی غضنفر کراروی، مولانا غلام اللہ خانؒ، مولانا غلام علی اوکاڑویؒ، مولانا احسان الٰہی ظہیرؒ، مولانا عبید اللہ انورؒ، نوابزادہ نصر اللہ خانؒ، زمان خان اچکزئی، مولانا محمد علی رضویؒ، مولانا عبدالرحمٰنؒ جامعہ اشرفیہ، مولانا صاحبزادہ فیض رسول حیدر اور دوسرے کئی حضرات شریک اجلاس ہوئے۔ پوری مجلس عمل اس پر غور کر رہی تھی کہ اگر حکومت مطالبات تسلیم نہ کرے تو پھر ہمیں تحریک کو کن خطوط پر چلانا ہوگا اور اب مرزائیوں سے زیادہ حکومت سے مقابلہ ہوگا۔ سبھی حضرات تحفظ ناموس ختم نبوت کے لئے جان کی بازی لگانے پر تیار تھے۔ اتنے میں مولانا مفتی محمودؒ کا فون آ گیا کہ حالات پرامید ہیں توقع ہے کہ سب کمیٹی کسی متفقہ مسودہ پر کامیاب ہو جائے گی۔ حفیظ پیرزادہ نے بھٹو صاحبؒ کو فون کر کے سب کمیٹی کی کارروائی سے باخبر کیا۔ بھٹو صاحبؒ نے تمام اراکین کمیٹی کو اپنے ہاں طلب کیا۔ تھوڑی دیر گفتگو ہوئی۔ بھٹو صاحبؒ نے تمام کا مؤقف سنا اور کہا کہ اب مزید وقت ضائع نہ کریں۔ رات بارہ بجے دوبارہ اجلاس ہوگا۔ آپ تمام حضرات تشریف لائیں۔ اس وقت دوٹوک فیصلہ کریں گے۔ ہم لوگ اپنی میٹنگ سے فارغ ہوئے۔ امید و یاس کی کیفیت طاری تھی۔ میں سخت پریشان تھا۔ بھٹو صاحبؒ جیسے چالاک آدمی سے پالا پڑا تھا۔ کسی وقت بھی وہ جھٹکا دے کر تحریک کو کچلنے کا فیصلہ کر سکتے تھے۔ تمام حالات ہمارے سامنے تھے۔ میں انتہائی پریشانی کے عالم میں مولانا محمد رمضان علویؒ کے گھر گیا۔ مجھے اندیشہ تھا کہ اگر فیصلہ صحیح نہ ہوا تو میری جان نکل جائے گی۔ ان کے ہاں کروٹیں بدلتے وقت گذرا۔ رات کو راجہ بازار کی جامع مسجد میں جلسہ عام منعقد ہوا۔

مقررین نے بڑی گرم تقریریں کیں۔ ہجوم آتش فشاں پہاڑ کی شکل اختیار کئے ہوئے تھا۔ اعلان کیا گیا کہ کل اگر ہمارے مطالبات نہ مانے گئے تو راجہ بازار میں شہیدان ختم نبوت کی لاشوں کا انبار ہوگا۔ جوں جوں وقت گزرتا جارہا تھا جلسہ کی تقریروں میں شدت پیدا ہوتی جارہی تھی۔ بھٹو صاحبؒ جلسہ کی ایک ایک منٹ کی کارروائی

سے باخبر تھے۔ تمام حالات ان کے سامنے تھے۔ رات بارہ بجے حسب پروگرام بھٹو صاحب کی صدارت میں کمیٹی کا اجلاس ہوا۔ پنڈی میں جلسہ ہو رہا تھا۔ اسلام آباد میں میٹنگ ہو رہی تھی۔

ڈیڑھ بجے کے قریب مولانا مفتی محمودؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، پروفیسر غفور احمدؒ اور چوہدری ظہور الٰہیؒ ڈیڑھ گھنٹہ کے مذاکرات کے بعد جلسہ میں تشریف لائے۔ مولانا مفتی محمودؒ نے سٹیج پر چڑھنے سے قبل مجھے اشارہ سے بلوایا اور فرمایا۔ مبارک ہو۔ کل آپ کی انشاء اللہ العزیز جیت ہو جائے گی۔ لیکن اس کا ابھی افشا نہ کریں کہ حکومت کا اعتبار نہیں ہے۔ میں سٹیج پر آیا۔ شیخ بنوریؒ کے کان میں کہا کہ افشا نہ کریں۔ لیکن آپ کو مبارک ہو۔ شیخ بنوریؒ کے منہ سے بے ساختہ زور سے نکلا۔ الحمدللہ! (تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء ج۳ ص۳۲۵ تا ۳۲۹)

آپ نے یہ طویل اقتباس ملاحظہ اگلے دن ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء ظہر کے بعد قومی اسمبلی کا اجلاس ہوا اور متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت دے دیا گیا۔ سامعین گرامی! اس طویل اقتباس سے اتنی بات عرض مقصود تھی کہ ایک تو تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء جن نازک مراحل سے گذری۔ اس کی تفصیل آپ کے سامنے آجائے۔ دوسرا یہ کہ حضرت مولانا مفتی محمودؒ اپنے گرامی رفقاء کے ساتھ جناب بھٹوؒ اور ان کے رفقاء سے مشورے کر رہے تھے اور ادھر شیخ بنوریؒ اور مولانا خواجہ خان محمدؒ پورے ملک کی دینی قیادت کے ساتھ سر جوڑ کر حالات کی گتھی سلجھانے کے لئے فکرمند تھے۔ حضرت قبلہؒ بھی حضرت بنوریؒ کے ساتھ تحریک کے ہر لحہ و ہر آن میں برابر کے شریک تھے۔ تحریک کامیاب ہوئی۔ اس پر دو باتوں کو پھر یاد کریں۔

۱...... حضرت اعلیٰ نے حضرت خواجہ محمد عمر سے مولانا خواجہ خان محمدؒ کو کیوں مانگا تھا اور پھر۔

۲...... حضرت ثانیؒ نے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں حضرت قبلہ کو اپنی جگہ کیوں گرفتار کرایا اور ان دو باتوں کو اس، حضرت ثانیؒ کے اس فرمان کی روشنی میں پڑھیں۔ ''میں مولانا خواجہ خان محمد صاحب کو تیار کر رہا ہوں۔'' وہ تیاری تھی امت مسلمہ کی، مسئلہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے قیادت و سیادت جو حضرت شیخ بنوریؒ کے بعد حضرت قبلہؒ کے حصہ میں آئی۔

ختم نبوت کانفرنس ایبٹ آباد کی قراردادیں

۱...... یہ اجتماع حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ کے سانحہ ارتحال پر انتہائی دکھ اور غم کا اظہار کرتا ہے اور حضرت والا کے درجات کی بلندی اور جملہ پسماندگان اور متعلقین کے صبر جمیل کے لئے دعاگو ہے۔ ۲...... یہ اجتماع عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر حضرت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ اور اس روز کے دیگر مقتولین کے قاتلوں کی گرفتاری اور ان کو کیفر کردار تک پہنچانے کا مطالبہ کرتا ہے۔ ۳...... یہ اجتماع اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں اسلامی قانون سازی کا مطالبہ کرتا ہے۔ ۴...... تحفظ ناموس رسالت کے قانون ۲۹۵سی میں کسی بھی قسم کی ترمیم سے ملک کے وسیع تر مفاد کے لئے اجتناب کیا جائے۔ ۵...... امتناع قادیانیت آرڈیننس پر صحیح معنوں میں عمل درآمد کیا جائے۔ ۶...... ایبٹ آباد سانحہ ۱۲؍اپریل ۲۰۱۰ء کی مکمل اور غیر جانبدارانہ عدالتی تحقیقات کی جائیں اور شہدائے ہزارہ کے قاتلوں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔ ۷...... یہ اجتماع شہدائے ہزارہ کے درجات کی بلندی کے لئے دعاگو ہے اور جملہ پسماندگان سے ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

حیات وخدمات!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب نور اللہ مرقدہ ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۹۲۰ء میں ’’ڈنگ‘‘ میانوالی میں ملک محمد عمرؒ کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ خاندانی طور پر راجپوت تلوکر قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کا قبیلہ مرزا خیل کے نام سے مشہور ہے۔ خیل پشتو زبان میں گروہ کو کہتے ہیں۔ آپ کے دادا کا نام ملک مرزا خانؒ تھا۔ اس لئے آپ کا قبیلہ مرزا خیل کہلاتا ہے۔ آپ کی عمر دس سال کی تھی کہ آپ کی والدہ محترمہؒ پچاس سال کی عمر میں انتقال فرما گئیں۔ آپ کے والد محترم ملک محمد عمرؒ ستر بہتر سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ آپ کے والد محترم نیک صالح اور خدا ترس انسان تھے۔ حضرت خواجہ سراج الدینؒ موسیٰ زئی شریف کے مرید تھے۔ حضرت خواجہ سراج الدینؒ آپ پر بہت شفقت اور محبت فرماتے تھے۔

تعلیم وتعلم

آپ نے سکول کی تعلیم مڈل سکول کھولہ میں حاصل کی۔ آپ چھٹی جماعت میں تھے کہ آپ کے والد محترم آپ کو قیوم زمان خواجہ احمد خانؒ بانی خانقاہ سراجیہ کندیاں کے حکم پر سکول چھڑوا کر خانقاہ سراجیہ لے آئے۔ پھر حضرت خواجہ صاحبؒ کے ارشاد پر حضرت مولانا سید عبداللطیف شاہؒ سے ناظرہ قرآن پاک پڑھا اور کتب کا آغاز حضرت ثانی مولانا محمد عبداللہؒ سے کیا۔ پھر پنجاب کی مشہور اور قدیمی درسگاہ دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ میں ماہرین فنون اساتذہ کرام سے علوم عقلیہ ونقلیہ کی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے حضرت مولانا محمد قاسم ہزارویؒ، مولانا عبدالحق کیمبلپوریؒ سے قدوری، کنزالاقائق، نحو میر، شرح ماتۃ عامل وغیرہ پڑھیں۔ موقوف علیہ آپ نے جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں کیا۔ چنانچہ آپ نے ڈابھیل میں جلالین شریف، مشکوٰۃ شریف، ہدایہ، مقامات وغیرہ پڑھیں۔ مشکوٰۃ شریف آپ نے مولانا سید محمد بدر عالم میرٹھیؒ سے پڑھی۔ مقامات محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ اور ہدایہ مولانا محمد ادریس سکروڈھوی سے پڑھی۔ ان دنوں جامعہ اسلامیہ ڈابھیل سورت (انڈیا) کے صدر مدرس شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ تھے۔

دارالعلوم دیوبند میں داخلہ

اپنے شیخ حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی نور اللہ مرقدہ کے حکم پر دارالعلوم دیوبند میں دورہ حدیث شریف میں داخلہ لیا۔ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے ایک ہی سبق پڑھایا تھا کہ انگریز

گورنمنٹ نے آپ کو گرفتار کرلیا تو دارالعلوم دیوبند کی انتظامیہ حضرت مولانا فخرالدین امروہیؒ کو بطور شیخ الحدیث لے کر آئی۔ چنانچہ آپ نے دارالعلوم میں مندرجہ ذیل مشاہیر ملت سے علوم اسلامیہ کی تکمیل کی:

۱...... حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ۔ ۲...... حضرت مولانا فخرالدین مرادآبادیؒ۔

۳...... حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ۔ ۴...... حضرت مولانا اعزاز علیؒ۔

حضرت مولانا فخرالدین مرادآبادیؒ سے بخاری شریف جلد اول، حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ سے بخاری جلد دوم، حضرت مولانا اعزاز علیؒ سے ابوداؤد، شمائل ترمذی پڑھیں۔ جبکہ مسلم، موطا امام محمدؒ، نسائی، طحاوی، ابن ماجہ، موطا امام مالک، تفسیر بیضاوی دیگر اساتذہ کرام سے پڑھیں۔

سلوک و احسان

دورہ حدیث شریف سے فراغت کے بعد خانقاہ سراجیہ پہنچے تو ۷رجون ۱۹۵۲ء کو حضرت ثانی مولانا محمد عبداللہؒ نے بیعت فرما کر اپنے دامن تربیت میں لے لیا اور تصوف کی مندرجہ ذیل کتب بھی پڑھائیں۔ کنزالہدایات مکاتیب حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ، مکتوبات معصومیہ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ، ہدایۃ الطالبین حضرت شاہ احمد سعید دہلویؒ، مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی سرہندیؒ، تین تین مرتبہ سبقاً پڑھیں۔ حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ نے ۱۹۵۴ء میں حرم شریف میں حج کے موقع پر بعد نماز عصر خلافت عطا فرمائی۔ حضرت والا نے پندرہ سال تک اپنے شیخ حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ کی خدمت میں گزارے۔ حضرت والا روزانہ اپنے شیخ کے لئے کچھ نہ کچھ پکوا کر لے جاتے۔ حضرت ثانی صاحبؒ اس وقت تک مسجد میں نہ جاتے جب تک حضرت خواجہ صاحبؒ تشریف نہ لے آتے۔ حضرت ثانی صاحبؒ کے گھریلو امور بھی حضرت خواجہ صاحبؒ کے سپرد تھے اور مہمانوں اور درویشوں کی خدمت اس پر مستزاد۔ حضرت ثانیؒ کی وفات کے بعد حضرت کے خلفاء مولانا مفتی عطاء محمد چودھوان ڈیرہ اسماعیل خان، حکیم عبدالمجید سیفی لاہور اور دیگر مریدین ومتوسلین نے حضرت ثانیؒ کی وفات کے بعد حضرت خواجہ صاحب کے دست حق پرست پر تجدید بیعت کی۔ اس سے قبل حضرت ثانیؒ خود ارشاد فرما چکے تھے۔ چنانچہ سرہند شریف کے سفر میں دوران گفتگو حاجی جان محمدؒ نے حضرت ثانیؒ سے دریافت فرمایا کہ آپ کے بعد کون ہوگا؟۔ فرمایا کہ حالات کے پیش نظر خاموش ہوں۔ مولانا خان محمد کی تیاری میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اس ارشاد گرامی سے سمجھ میں آ گیا کہ آپ کے بعد حضرت خواجہ صاحب سجادہ نشین ہوں گے۔ علامہ میاں منظور احمد سیالکوٹ راوی ہیں جو دارالعلوم دیوبند کے زمانہ تعلیم کے ساتھی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ دارالعلوم دیوبند کے تمام اساتذہ کرام حضرت خواجہ صاحبؒ کا زمانہ طالب علمی میں احترام کرتے تھے اور دارالعلوم دیوبند میں ہر خورد کلاں (چھوٹے بڑے) کی زبان پر یہی تھا کہ یہ پنجاب کی بہت بڑی گدی کے سجادہ نشین ہوں گے۔

مجلس کے نائب امیر

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ کی رحلت کے بعد عارضی طور پر چھ ماہ کے لئے فاتح قادیان

حضرت مولانا محمد حیاتؒ کو مجلس تحفظ ختم نبوت کا عارضی مرکزی امیر بنایا گیا۔ مولانا محمد حیاتؒ نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس بلایا جس میں حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ بطور خاص شریک ہوئے۔ اجلاس کے دوران حضرت بنوریؒ کے سامنے مجلس کی تاریخ رکھی گئی اور بتلایا گیا کہ تحفظ ختم نبوت کا مشن آپ کے استاذ حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے شروع فرمایا تھا۔ انہوں نے ختم نبوت کی تحریک کی قیادت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے سپرد کی اور انہیں امیر شریعت قرار دیا۔ حضرت شاہ جیؒ یہ امانت حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کے سپرد فرما کر اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ حضرت قاضی صاحبؒ کے بعد حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے ختم نبوت کی تحریک کو سنبھالا۔ ان کے بعد گذشتہ تمام امراء کے معتمد مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ نے ختم نبوت کے محاذ کو سنبھالا اور پوری دنیا میں قادیانیت کا ناطقہ بند کیا۔ حضرت مولانا کے بعد مبلغین کی کھیپ میں ایسی کوئی شخصیت نہیں جو ان کی نیابت کرے۔ حضرت بنوریؒ سے استدعا کی گئی کہ وہ اپنے استاذ محترم کی اس امانت کو سنبھالیں۔ تھوڑی ردوقدح کے بعد حضرت بنوریؒ نے اس شرط پر مجلس کی امارت سنبھالنے پر آمادگی کا اظہار فرمایا کہ حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کندیاں شریف نائب امیر ہوں گے۔ چنانچہ حضرت بنوریؒ نے خط لکھا۔ حضرت خواجہ صاحبؒ جو حضرت بنوریؒ کے ڈابھیل کے زمانہ کے شاگرد بھی تھے کی خدمت میں جب حضرت بنوریؒ کا والا نامہ پیش کیا گیا تو انہوں نے چوم کر آنکھوں پر لگایا اور بلا حیل وحجت مجلس کی نائب امارت قبول فرمائی۔ اس طرح حضرت والا ۱۹۷۴ء سے ۱۹۷۷ء تک مجلس کے نائب امیر رہے۔ اکتوبر ۱۹۷۷ء میں جب حضرت بنوریؒ انتقال فرما گئے تو حضرت خواجہ صاحبؒ مجلس کے امیر منتخب ہوئے اور ۵رمئی ۲۰۱۰ء تک مجلس کے امیر اور قائد رہے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۸۴ء

جنرل محمد ضیاء الحق کے دور اقتدار میں ۱۹۸۴ء میں ختم نبوت کی تحریک چلی۔ آپ تمام مکاتب فکر کی متفقہ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے صدر اور بریلوی مکتب فکر کے مفتی مولانا مختار احمد نعیمی جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ آپ نے بڑی پامردی، جرأت اور بہادری کے ساتھ تحریک کی قیادت فرمائی اور مجلس عمل نے آپ کی قیادت میں اسلام آباد میں ۲۶ر اپریل ۱۹۸۴ء کو مظاہرے کا اعلان کیا۔ ان دنوں مشہور مسلم لیگی رہنما راجہ ظفر الحق جنرل صاحب کی کابینہ میں غالباً وزیر اطلاعات تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد شریف جالندھریؒ راجہ صاحب کو ملے اور انہیں حالات کی سنگینی کا احساس دلایا۔

راجہ صاحب نے صدر مملکت کو مظاہرے اور بعد میں پیدا ہونے والے حالات سے باخبر کیا تو جنرل محمد ضیاء الحق نے ۲۶ر اپریل کی شام کو مجلس عمل کے وفد کو مذاکرات کی میز پر بلا لیا۔ چنانچہ مجلس عمل کا ایک وفد حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ کی قیادت میں صدر مملکت کو ملا اور انہیں قادیانیت کے شر وفتن، ملک وملت کے خلاف سازشوں سے آگاہ فرمایا تو جنرل صاحب نے تعزیرات پاکستان میں دفعہ ۲۹۸ سی کا اضافہ کرتے ہوئے قادیانیوں کی سرگرمیوں پر پابندی عائد کردی۔ یہ تحریک ختم نبوت کی دوسری بڑی کامیابی تھی۔

وفاقی شرعی عدالت میں کیس

امتناع قادیانیت ایکٹ کے خلاف قادیانی وفاقی شرعی عدالت میں گئے۔ پچیس دن تک وفاقی شرعی عدالت میں کیس زیر سماعت رہا۔ حضرت خواجہ صاحبؒ کی قیادت میں مجلس نے کیس کی بھرپور پیروی کی۔ تا آنکہ وفاقی شرعی عدالت نے قادیانیوں کی رٹ کو خارج کردیا اور امتناع قادیانیت ایکٹ برقرار رہا۔ قادیانی مختلف آٹھ ہائی کورٹوں میں گئے۔ قادیانیوں کی رٹیں خارج ہوئیں اور امتناع قادیانیت ایکٹ برقرار رہا۔

قادیانی سپریم کورٹ میں

قادیانی وفاقی شرعی عدالت اور ہائی کورٹس کے فیصلوں کے خلاف سپریم کورٹ میں گئے۔ سپریم کورٹ کے فل بینچ نے قادیانیوں کی اپیلوں کو خارج کردیا۔ جسٹس عبدالقدیر چوہدری نے پینتیس صفحات پر مشتمل فیصلہ تحریر کیا۔ سپریم کورٹ نے ماتحت عدالتوں کے فیصلوں کو برقرار رکھا۔

نظر ثانی کی اپیل

قادیانی ۱۹۹۵ء کے تاریخی فیصلہ کے خلاف نظر ثانی میں گئے اور یہ اپیل کئی سال تک لٹکی رہی۔ تا آنکہ جنرل مشرف نے اقتدار سنبھالا۔

پرویز مشرف کا دور اقتدار

چیف آف آرمی سٹاف جنرل پرویز مشرف نے میاں نواز شریف کی منتخب حکومت پر شب خون مارتے ہوئے حکومت کو چلتا کیا۔ جس سے یہ تاثر ابھرا کہ امتناع قادیانیت ایکٹ سمیت ختم نبوت کی ترامیم معطل ہوگئیں تو حضرت والا نے ملک بھر کے علمائے کرام، مشائخ عظام، شیوخ حدیث کو خط لکھا اور دعاؤں کی درخواست کی اور حضرت والا خود بھی شب وروز دعاؤں میں مصروف ہوگئے۔ پرویز مشرف نے ۱۲راکتوبر کو اقتدار پر قبضہ کیا تھا۔ ۸رنومبر ۱۹۹۹ء کو نظر ثانی کی اپیل لگی۔ جسے سپریم کورٹ کے فل بینچ نے مسترد کردیا اور یوں امتناع قادیانیت ایکٹ سمیت اعلیٰ عدالتوں کے فیصلے برقرار رہے۔

پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کی بحالی

پرویز مشرف نے اپنے دور اقتدار میں قادیانیوں اور ان کے سرپرست امریکہ کو خوش کرنے کے لئے پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کا خاتمہ کیا۔ مجلس نے تمام مکاتب فکر کو اکٹھا کیا اور حضرت والا کی قیادت میں مذہب کے خانہ کی بحالی کی تحریک چلائی۔ کئی ماہ تک مسلسل جدوجہد کی۔ حضرت والا کی نیم شبانہ دعاؤں نے اثر دکھلایا اور تمام جماعتوں کی محنت اور حضرت کی دعاؤں کی برکت سے کمپیوٹرائز پاسپورٹ میں خانہ بحال کردیا گیا۔

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان سے عالمی

مجلس تحفظ ختم نبوت کی باقاعدہ تشکیل ۱۹۵۴ء میں ہوئی۔ مجلس تحفظ ختم نبوت نے ملک بھر میں قادیانیوں کا

ناطقہ بند کئے رکھا۔۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے نفاذ کے بعد مرزائی جماعت کا لاٹ پادری آنجہانی مرزا طاہر احمد قادیانی نے رات کی تاریکی میں ملک سے راہ فرار اختیار کی اور لندن میں بھیڑوں کا باڑہ خرید کر ٹلفورڈ کے مقام پر اسلام آباد کے نام سے دجل وفریب کا نیا مرکز قائم کیا تو بقول شورش کشمیریؒ حضرت والا نے فرمایا کہ مرزا طاہر تو جنوری ہے تو میں دسمبر ہوں تو آگے آگے اور میں پیچھے پیچھے۔تو جہاں جائے گا میں تیرا تعاقب کروں گا۔ چنانچہ حضرت والا کی قیادت میں مجلس نے لندن میں بارہ ہزار مربع فٹ پر مشتمل ایک گرجا گھر خرید کر کے اس کو عالمی مرکز سے تبدیل کیا اور لندن میں سالانہ کانفرنس شروع کی گئی۔ الحمدللہ! چوبیس سال سے یہ کانفرنس جاری ہے۔تو ضرورت محسوس ہوئی کہ پاکستان سے باہر بھی کام کو وسعت دی جائے۔ چنانچہ مجلس کے ساتھ عالمی کا سابقہ لگا کر اسے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بنا دیا گیا۔

اندرون وبیرون دفاتر کا قیام

حضرت والا کے دورامارت میں دفتر مرکزیہ ملتان کی تکمیل ہوئی۔ چناب نگر ریلوے اسٹیشن پر محمدیہ مسجد اور مسلم کالونی میں عظیم الشان جامع مسجد ختم نبوت، مدرسہ، دفاتر تعمیر کئے گئے اور چناب نگر کو سب ہیڈ کوارٹر کا درجہ دیا گیا۔ نیز چناب نگر میں ۱۶ کنال پر مشتمل قطعہ اراضی خریدا گیا۔امسال ۲۳ر مارچ کو مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس حضرت والا کی صدارت میں خانقاہ سراجیہ میں منعقد ہوا۔جس میں دیگر امور کے علاوہ مذکورہ بالا قطعہ اراضی پر تعمیر کی اجازت مانگی گئی تو حضرت والا نے اجازت مرحمت فرمائی اور تعمیر کا سلسلہ جاری ہے۔

ختم نبوت کانفرنسیں

حضرت والا نے اپنے ۳۳ سالہ دورامارت میں سینکڑوں سے متجاوز ختم نبوت کانفرنسوں کی صدارت فرمائی اور آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر آپ کے بابرکت دور میں شروع کی گئی اور ستائیس اٹھائیس سال سے یہ کانفرنس بلاانقطاع جاری وساری ہے۔تمام تر عوارض کے باوجود گزشتہ سال تشریف لے آئے اور دو اجلاسوں کی صدارت فرمائی۔

غرضیکہ حضرت والا کی ساری زندگی دعوت وتبلیغ، تزکیہ واحسان اور تمام دینی تحریکوں کی سرپرستی میں گزری۔آپ بیک وقت مختلف الخیال لوگوں کے پیرومرشد، محسن ومربی تھے۔ ہر دینی تحریک کے کارکنوں سے برابر محبت فرماتے۔ سرپرستی فرماتے۔ڈھیروں دعاؤں سے ڈھارس بندھوانے اور روتے ہوئے آنے والے کارکنوں کی تسلی وتشفی فرما کر انہیں ہنستا ہوا روانہ کرتے۔

علالت ووفات

کئی ماہ سے کمزوری چلی آرہی تھی۔ بایں ہمہ شوگر، بلڈ پریشر، ہارٹ ٹربل جیسے موذی امراض سے محفوظ تھے۔ ۵ر مئی ۲۰۱۰ء کو معمولی غنودگی ہوئی اور روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ اگلے دن خانقاہ سراجیہ میں عظیم الشان جنازہ ہوا۔جس میں لاکھوں حضرات نے شرکت کی۔

حضرت مرشدنا و مولانا خان محمد نور اللہ مرقدہ!

فیاض حسن سجاد

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ ۱۹۲۰ء میں عالم دنیا میں جلوہ افروز ہوئے۔ مولد ضلع ڈنگ ضلع میانوالی ہے۔ سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ حضرت مولانا خان محمدؒ ولد ملک خواجہ عمرؒ ولد ملک مرزا صاحب ولد ملک غلام محمد صاحب قوم تلوکر راجپوت۔ آپ کے والد ماجد خواجہ عمرؒ اعلیٰ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے چچازاد بھائی تھے بہت متورع اور خدا ترس انسان تھے۔ امام الاولیاء حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت تھے۔ آپ حضرت خواجہؒ کی خدمت میں اکثر حاضر ہوتے رہے۔ حضرت خواجہ سراج الدینؒ کا دستور تھا کہ موسم گرما میں جب موسیٰ زئی شریف سے سون سکیسر تشریف لیجاتے تو اثناء سفر چندروز دریا خان قیام فرماتے۔ تاکہ مضافات میں بسنے والے مریدوں اور عقیدت مندوں کو استفادہ کا موقع مل سکے۔ اس طرح حضرت خواجہؒ کو بھی تلقین ذکر میں سہولت میسر آتی۔ سون سکیسر سے واپسی پر بھی دریا خان چندروز ٹھہرنے کا معمول تھا۔ حضرت خواجہ عمرؒ دریا خان میں بارہا حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ کی زیارت سے مستفیض ہوئے۔ حضرت خواجہ ان کے حال پر بہت شفقت و عنایت فرماتے اور محبت کے ساتھ انہیں ''نکا مرید'' کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ حضرت خواجہ عمرؒ ایک اچھے خاصے زمیندار تھے۔ کاشتکاری کے لئے کافی زمین تھی۔ چشمہ بیراج کی تعمیر کے بعد زمین کا معتدبہ رقبہ واپڈا کالونی اور بیراج کی نذر ہوگیا جس سے سخت وقت کا سامنا کرنا پڑا۔ اب بقیہ زمین زیر کاشت ہے۔

ابتدائی تعلیم

جب آپ ذرا سن شعور کو پہنچے تو لوئر مڈل اسکول کھولہ میں داخل کرادیے گئے۔ یہاں چھٹی جماعت تک تعلیم حاصل کی۔ پھر حضرت اعلیٰ مولانا ابوالسعد احمد خان اقدس سرہ نے آپ کو خلق خدا کی ہدایت اور طلبگاران معرفت کے تزکیہ نفوس کیلئے منتخب فرمالیا جس کے نتیجہ میں اسکول کی تعلیم کو خیرباد کہنا پڑا۔ اسکول چھوڑنے اور علوم عربیہ کے آغاز کے ساتھ ایک واقعہ منسوب ہے جو ہدیہ ناظرین ہے۔

حضرت اقدس سرہ نے ایک مرتبہ آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ عمرؒ سے فرمایا کہ آپ کے پاس تین چیزیں ایسی ہیں کہ میرے پاس اس قسم کی ایک بھی نہیں۔ آپ ان میں سے ایک مجھے دے دیں۔ اتفاق کی بات کہ ان ایام میں لنگر کی شیر دار بھینس خشک ہوچکی تھی اور حضرت خواجہ عمرؒ کے پاس تین شیر دار بھینسیں تھیں۔ چنانچہ ان کا فکر اس طرف مبذول ہوا کہ اعلیٰ حضرت اپنے لنگر کے درویشوں کے لئے ایک بھینس طلب فرمارہے ہیں۔ لہٰذا اس خیال کے پیش نظر فرمایہ کہ آپ میری تینوں شیر دار بھینسیں لے لیں۔ اس پر حضرت اعلیٰ نے مسکرا کر فرمایا: ''خواجہ عمرؒ! ہمیں کسی بھینس کی احتیاج نہیں۔ اپنا ایک فرزند ہمیں دے دو۔'' حضرت خواجہ عمرؒ نے جواب دیا کہ آپ جونسا لڑکا پسند فرمائیں وہ آپ کی خدمت کیلئے حاضر ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت کے ارشاد کے بموجب حضرت خان محمدؒ کو اسکول کی

تعلیم سے اٹھا کر آپ کی خدمت میں خانقاہ شریف بھیج دیا گیا۔ گویا آپ حضرت اعلیٰ قدس سرہ کی مراد تھے۔ جنہیں حضرت کی نگاہ حقیقت شناس نے سلسلہ عالیہ کی ترویج و اشاعت کے لئے منتخب فرمایا تھا۔

خانقاہ شریف آنے کے بعد سب سے پہلے آپ نے مولانا سید عبداللطیف شاہ صاحب سے قرآن عزیز پڑھا۔ پھر فارسی نظم و نثر اور علم صرف و نحو کی کتابیں حضرت مولانا محمد عبداللہؒ سے پڑھیں۔ اس کے بعد دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ میں داخل ہو کر متوسطات عربیہ کی تحصیل کی۔ پھر جامعہ اسلامیہ ڈھابیل ضلع سورت تشریف لے گئے اور وہاں مشکوٰۃ، جلالین، ہدایہ، مقامات حریری اور دیگر کتب پڑھیں۔ حدیث و تفسیر کی تکمیل کیلئے ۱۳۶۲ھ میں دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ اس زمانہ میں حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ نظر بند تھے۔ لہٰذا مولانا اعزاز علی صاحبؒ اور دیگر اساتذہ کرام سے دورہ حدیث پڑھا۔ جب خانقاہ سراجیہ واپس لوٹے تو معقول و منقول کے جامع اور علم و ادب میں کامل تھے۔ علوم دینیہ سے سیراب ہونے کے بعد اب زمین قلب تزکیہ باطن کے لئے ہموار تھی۔ ہر چند کہ عرفان الٰہی کی منزل قریب تر نظر آ رہی تھی۔ تاہم ہنوز سفر باقی تھا۔ لہٰذا امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ارشاد کے مطابق کہ ظاہر بے باطن ناتمام است و باطن بے ظاہر نا فرجام۔ آپ کو باطنی علوم اور مقامات قرب کی تحصیل کا شوق دامن گیر ہوا۔ آپ نے حضرت ثانی قدس سرہ کی خدمت میں کنز الہدایات‘ مکاتیب حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ‘ مکتوبات معصومیہ اور ہدایۃ الطالبین سبقاً سبقاً۔ پڑھیں مکتوبات امام ربانیؒ تین مرتبہ پڑھے۔ پھر خانقاہ شریف کی فضا نے جو اتباع سنت خیرالوریٰ ﷺ سے معمور تھی۔ آپ کے فکر و نظر کی نشو و نما کی معرفت الٰہی کا یہ گل سرسبد بہار آفرین ثابت ہوا جس کی عطر آمیزی سے طالبان حق اپنے دامن مراد کو ہمیشہ ہمیشہ بھرتے رہیں گے۔ حضرت قبلہ کو لنگر شریف کی مصروفیات سے فرصت میسر نہ تھی۔ پھر بھی حضرت ثانیؒ کے حسب ارشاد مدرسہ سعدیہ خانقاہ شریف میں جہاں دیگر فارغ التحصیل اساتذہ متعین تھے۔ آپ طلباء کو گلستان‘ بوستان‘ منیۃ المصلی‘ قدوری‘ اصول الشاشی اور دیگر کتب پڑھایا کرتے تھے۔

ایک روز حافظ ظفر احمدؒ نے جو مظفر گڑھ کے رہنے والے تھے۔ حضرت ثانیؒ سے عرض کیا کہ کیا میں بعض کتب حضرت خان محمدؒ سے پڑھنا چاہتا ہوں۔ حضرت ثانیؒ نے فرمایا کہ وہ عدیم الفرصت ہیں۔ ان سے علم حاصل کرنے کا بس ایک ہی طریقہ ہے۔ وہ یہ کہ کتاب لے کر ان کے پیچھے لگے رہو۔ جہاں انہیں فراغت ملے سبق پڑھ لو۔ ایک روز حضرت مولانا خان محمدؒ گھوڑے پر سوار ہو کر کندیاں سے خانقاہ شریف پہنچے۔ سورج غروب ہو چکا تھا۔ آپ نے گھوڑے کو تھان پر باندھا اور نماز مغرب ایک کمرے میں ادا کی۔ نماز سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ حافظ محمد ظفرؒ کتاب لئے بیٹھے ہیں۔ پوچھا کیا کام ہے۔ حافظ صاحب نے جواب دیا کہ سبق پڑھنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا سبق پڑھنے کا یہ کونسا وقت ہے۔ بایں ہمہ انہیں چند اسباق پڑھائے تو مطمئن ہوگئے۔

آپ کے اس دور تدریس کے قدیم تلامذہ میں سے مولانا عبداللہ خالد تھے جو مرکزی جامع مسجد مانسہرہ میں خطیب تھے۔ جب سن بلوغت کو پہنچے تو حضرت اعلیٰ نے اپنی صاحبزادی کی شادی آپ سے کر دی۔ گویا فیضان باطن کے ساتھ ظاہری انعام و اکرام سے بھی نواز دیا۔ اس شادی کے بعد اللہ تعالیٰ نے تین صاحبزادے عزیز احمد‘

خلیل احمدؒ رشید احمد اور ایک صاحبزادی عطا فرمائی۔ اہلیہ محترمہ کے ارتحال کے بعد تجرد کا ارادہ فرمایا تھا۔ مگر ارادت مندوں کے اصرار پر نکاح ثانی فرمایا۔ دوسری اہلیہ سے صاحبزادہ سعید احمد اور نجیب احمد متولد ہوئے۔

آپ سالہا سال حضرت اعلیٰ کی خدمت میں رہے۔ خانقاہ شریف کے تینوں کمرے مہمان خانہ، تسبیح خانہ اور کتب خانہ کی تعمیرات میں حصہ لیا۔ حضرت اعلیٰ کے تمام خانگی امور کی انجام دہی آپ کے سپرد تھی۔ گھوڑیوں اور دیگر مویشیوں کی دیکھ بھال، ان کے لئے چارہ کی فراہمی، سابقہ خدمات پر مستزاد تھی۔ آپ نے اپنی زندگی درویشوں اور زائرین خانقاہ کی خاطر مدارات کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ یہ خدمت آج تک جاری ہے:

طریقت بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

حضرت اعلیٰ کے وصال کے بعد مسلسل پندرہ سال حضرت ثانیؒ کی خدمت اقدس میں رہے۔ فطرت الٰہیہ نے آپ کو ہر دو اکابر مجددیہ سے فیض یاب ہونے کی سعادت عطا فرمائی جس سے ترویج و تکمیل طریقہ کی تمام شاہراہیں آپ پر کشادہ ہوگئیں۔ اس طرح اللہ رب العزت نے آپ کی تمام صلاحیتوں اور استعدادوں کو اجاگر فرمایا۔ تاکہ آپ وسیع پیمانے پر طالبان حق کی تربیت کر سکیں اور انہیں وصول الی اللہ کے تمام مقامات طے کرا سکیں۔

۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت نے زور پکڑا تو امت مسلمہ کے ہر فرد و بشر نے جذب و مستی سے سرشار ہو کر اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جان نثاران حضرت ختمی مرتبت، فدایان ناموس رسالت، عاشقان رحمت للعالمین علمبرداران پیغام آخریں دریائے خوں سے گزر کر تاریخ امت میں ایک نئے باب کا اضافہ کر رہے تھے اور اپنی جان سپاری سے روایات عشق و محبت کو دوام بخش رہے تھے:

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ ﷺ یثرب کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

اس سلسلے میں علماء کرام کی گرفتاریاں شروع ہوئیں۔ حضرت خان محمد صاحبؒ جیسا کہ اجمالاً مذکور ہو چکا ہے حضرت ثانیؒ کے ارشاد سے میانوالی تشریف لے گئے اور اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کیا:

اے عاشقان ختم نبوت بشارتے
زنداں ودبدبہ صدق شما ہم شہادتے

چنانچہ آپ ۵/ اپریل ۱۹۵۳ء کو سیفٹی ایکٹ کے تحت گرفتار ہونے کے بعد میانوالی جیل بھیج دیئے گئے اور ۲۵/ اپریل ۱۹۵۳ء کو میانوالی سے سنٹرل جیل لاہور منتقل کر دیے گئے۔ ۲۸/ اپریل ۱۹۵۳ء کو بورسٹل جیل جانا پڑا۔ جہاں پھر ارباب بست و کشاد نے ۱۱/ اگست کو سنٹرل جیل منتقل کر دیا۔ جب سنٹرل جیل کی کال کوٹھڑیوں میں آپ اسیری کے ایام بسر کر رہے تھے۔ آپ سے متصل احاطہ میں درج ذیل حضرات اسیر تھے۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا ابوالحسناتؒ، مولانا ابوالحسنات کے صاحبزادہ مولانا خلیل احمدؒ، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، صاحبزادہ فیض الحسنؒ، مولانا عبدالستار خان نیازیؒ، مولانا سید ابو

الاعلیٰ مودودیؒ اور جناب تقی علی نقیؒ ۔ اس دور کا ایک دلچسپ واقعہ خود حضرت والا جیؒ نے بیان فرمایا کہ ایام اسیری میں عیدالاضحیٰ آ گئی اور ہم سب حضرت شاہ جیؒ کی زیارت کے لئے ان کے احاطہ میں چلے گئے ۔ اسی اثناء میں مودودی صاحب، نصر اللہ خان عزیز اور تقی علی نقی بھی حضرت شاہ جیؒ سے ملنے کے لئے آ گئے ۔ آپ انہیں باوقار انداز سے ملے اور خیر و عافیت پوچھی ۔ مودودی صاحب کو پنڈلی پر پھوڑے اور پھنسیاں نکلی ہوئی تھیں ۔ شاہ جیؒ نے دیکھا تو از خود علاج تجویز فرمایا کہ فینائل پانی میں گھول کر لگائیں ۔ انشاء اللہ آرام آ جائے گا۔

حضرت ثانیؒ نے ایک بار قاضی شمس الدینؒ سے بیان فرمایا کہ حضرت شیخ الہندؒ جب مالٹا میں نظر بند تھے تو معارف قرآن حکیم پر ایک کتاب لکھنے کا ارادہ فرمایا۔ مگر چند صفحات لکھنے کے بعد اسے ترک کر دیا۔ استفسار پر فرمایا کہ میں نے کتاب کی بجائے ایک آدمی (حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ) پر محنت شروع کر دی ہے ۔ تاکہ خلق خدا کی ہدایت کے لئے ایک چلتا پھرتا نسخہ تیار ہو جائے ۔ حضرت اقدس نے یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ میں بھی ایک آدمی تیار کر رہا ہوں ۔ بعد از اں قرائن سے پتہ چلا کہ وہ آدمی حضرت خان محمدؒ تھے ۔ حضرت ثانیؒ کا وصال اکابر نقشبندیہ مجددیہ کے اس مرکز فیض کے لئے ایک عظیم المیہ تھا۔ مگر تائید الٰہی نے طالبان حق کی دستگیری کی ۔ چنانچہ تمام حضرات نے جو حضرت ثانیؒ کے وصال پر خانقاہ شریف موجود تھے اور جن میں حکیم چن پیر، مفتی عطا محمد، حکیم سیفی جیسے بزرگ بھی شامل تھے ۔ بالاتفاق حضرت قبلہ کے دست حق پرست پر تجدید بیعت کر لی ۔ بعد میں تمام مخلص مرید اس سلک تابدار سے وابستہ ہو گئے ۔ بعض ایسے تھے کہ جنہوں نے حضرت اقدس کے بعد تجدید بیعت کے بارے میں تامل کیا۔ مگر انہیں خواب میں حضرت ثانیؒ کی زیارت ہوئی اور آپ نے فرمایا کہ مجھ میں اور خان محمد کوئی فرق نہیں ۔ لہٰذا اب حضرت خان محمد صاحبؒ سے تجدید بیعت کرنے کے بعد ہی فیضان مجددیہ کا حصول ممکن ہے ۔ اس حکم کے بعد وہ آپ سے منسلک ہو گئے ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل خاص سے اس سلسلہ پاک کے فیوض و برکات کو جاری رکھا۔ حضرت قاری محمد سعید احمدؒ نے جو احاطہ قبرستان خانقاہ شریف میں مدفون ہیں ۔ راقم الحروف سے بیان کیا کہ انہیں خواب میں حضرت اعلیٰ قدس سرہ کی زیارت ہوئی اور آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ اگر تربیت باطن چاہتے ہو تو خانقاہ شریف جا کر حضرت خان محمد صاحبؒ سے رابطہ قائم کرو ۔ چنانچہ انہوں نے بموجب ارشاد عمل کیا۔

حضرت قبلہ کی سجادہ نشینی کے سلسلہ میں حافظ ریاض احمد شیرانی خازن روزنامہ جنگ راولپنڈی کا بیان نہایت ایمان افروز ہے ۔ انہوں نے حضرت ثانیؒ کے وصال کے بعد ۱۹۶۵ء میں خواب دیکھا کہ وہ بیت اللہ شریف میں باب ملتزم کے سامنے کھڑے ہیں ۔ خلق خدا کا بے پناہ ہجوم ہے ۔ بے شمار علماء کرام کا اجتماع ہے جن میں بعض آپ کے متوسلین بھی ہیں ۔ دریں اثناء بیت اللہ شریف کا دروازہ ایک دم آواز کے ساتھ کھلا ۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ اپنے جانشین حضرت مولانا خان محمدؒ کا بازو تھامے ہوئے نمودار ہوئے اور تمام حاضرین کرام سے فرمایا کہ تم سب اس امام وقت کے مرید ہو ۔ اس کے بعد اپنے سر مبارک سے دستار اتار کر مولانا خان محمدؒ کے سر پر رکھ دی ۔ چنانچہ حضرت قبلہ نے سب کو کلمہ شہادت اور استغفار پڑھا کر داخل سلسلہ کیا۔ ذکر خفی کی تلقین فرمائی ۔ پھر وہیں کھڑے کھڑے حضرت اقدسؒ نے اذان دی ۔ تکبیر اقامت کہی اور حضرت خان محمدؒ نے تمام حضرات کو نماز پڑھائی ۔

خطبہ صدارت ...... ختم نبوت کانفرنس ایبٹ آباد!

۹؍مئی ۲۰۱۰ء بمقام مرکزی عیدگاہ زیر اہتمام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

جو جناب ساجد اعوان نے پیش کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم• نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم • اما بعد!

حضرات مہمانان ذی وقار، محترم علماء کرام، مشائخ عظام، مختلف دینی جماعتوں اور مسالک کے نمائیدگان محترم! آج ہم یہاں مورخہ ۹؍مئی ۲۰۱۰ء اتوار کے دن، چناروں کے خوبصورت شہر ایبٹ آباد کی مرکزی عیدگاہ میں ختم نبوت کانفرنس کے مقدس، مطہر اور پاکیزہ نام پر جمع ہوئے ہیں۔ ہزارہ کے صدر مقام اس شہر کی شہرت پر امن اور محبت کرنے والے باسیوں کی وجہ سے ملک عزیز کے طول وعرض میں عام ہے۔

محترم حضرات گرامی! تاریخی اعتبار سے ہزارہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ حضرت سیّد احمد شہیدؒ اور حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ نے اسی سرزمین پر سکھوں کے خلاف پرچم حق بلند کیا تھا اور اسی مئی کے مہینے میں بالاکوٹ کی وادی میں شہادت کے عظیم رتبہ سے سرفراز ہوئے تھے۔ سرزمین ہزارہ نے دارالعلوم دیوبند کو وہ سپوت عطا کیا جس نے اس مادر علمی میں اکتیس برس تک درس وتدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔ جن کا نام نامی حضرت مولانا غلام رسول بغویؒ تھا۔ جن کے شاگردوں میں فخر المحد ثین حضرت علامہ سیّد محمد انور شاہ کشمیریؒ، حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ اور حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ شامل ہیں۔ اسی سرزمین ہزارہ کی ایک اور قد آور شخصیت حضرت مولانا رسول خانؒ کی تھی۔ جنھوں نے اکیس برس تک دارالعلوم دیوبند میں اور پھر کئی اور مشہور تعلیمی اداروں میں درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ ان کے شاگردوں میں حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ، مفتی پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ اور حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ جیسے لوگ شامل ہیں۔ اسی سرزمین سے تعلق رکھنے والے حضرت مولانا محمد اسحٰق ہزارویؒ نے انگریزوں کے خلاف تحریک آزادی میں نمایاں کردار ادا کیا۔ جبکہ ان کے ہم نام حضرت مولانا محمد اسحٰق لودھیؒ نے تحریک پاکستان میں کلیدی کردار ادا کیا۔

حضرات گرامی! امیر شریعت حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے رفقاء میں تین نمایاں شخصیات کا تعلق اسی سرزمین ہزارہ سے تھا۔ حکیم عبدالسلامؒ، بطل حریت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور عاشق صادق حضرت مولانا تاج محمودؒ نے احرار کی تحریکات ہائے آزادی اور بعد ازاں ختم نبوت کی تحریکوں میں جو کردار ادا کیا۔ وہ ہمارے لیے سرمایہ افتخار ہے۔

محترم حاضرین کرام! گستاخان رسول کے خلاف بھی اہلیان ہزارہ کا کردار قابل رشک رہا ہے۔ ۱۹۳۳ء میں کراچی کی ایک عدالت میں ایک گستاخ رسول نتھورام کو جہنم واصل کرنے کا اعزاز بھی ایک ہزارے وال کو نصیب ہوا۔ جس کی پاداش میں غازی عبدالقیومؒ شہادت کے منصب پر فائز ہوئے۔ اسی طرح ۱۹۳۸ء مانسہرہ میں غازی

عبدالرحمٰن شہیدؒ نے ایک سکھ گستاخ رسول کو قتل کیا اور پھانسی کی سزا پاکر امر ہوئے۔ حضرات گرامی! دور حاضر اور ماضی قریب میں بھی ہزارہ کا علمی وقار قابل ذکر رہا ہے۔ فقیہہ عصر، شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ، حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ اور مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ' کا تعلق اسی سرزمین ہزارہ سے ہے۔

محترم سامعین! عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کے تعاقب میں بھی ہزارہ کے غیور عوام کا کردار آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ قیام پاکستان کے بعد قادیانی قیادت نے چناب نگر (سابقہ ربوہ) میں اپنا ہیڈ کوارٹر قائم کیا۔ جہاں سے ان کی اسلام اور ملک دشمن سرگرمیاں ہر دور میں ارباب اقتدار کا منہ چڑاتی رہی ہیں۔ قادیانی قیادت کا دوسرا نشانہ ایبٹ آباد میں ربوہ ثانی کا قیام تھا۔ پاکستان ملٹری اکیڈمی کاکول سے متصل اس انتہائی حساس مقام کا انتخاب قادیانی عزائم اور ان کے اکھنڈ بھارت کے ملک دشمن نظریے کا غماض تھا۔ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں جب پورے ملک میں بلیک آؤٹ رہتا تھا۔ ربوہ ایک ایسی جگہ تھی جہاں بلیک آؤٹ کی صریحاً خلاف ورزی کی جاتی رہی۔ ربوہ میں بلیک آؤٹ کی خلاف ورزی اس بات کا بین ثبوت تھا کہ ربوہ کی روشنیاں بھارتی طیاروں کو سرگودھا کے ہوائی اڈے کا محل وقوع بتانے کے لیے تھیں۔ سرگودہا اندھیروں میں بھی دشمن کے نشانوں کا شکار ہوتا رہا۔ جبکہ ربوہ فضا میں بکھری ہوئی روشنیوں کے باوجود محفوظ رہا۔ متعدد وارننگز کے بعد مجبوراً واپڈا کو ربوہ کی بجلی منقطع کرنا پڑی تھی۔ اس تناظر میں ایبٹ آباد میں ربوہ ثانی کا قیام کس قدر تباہ کن ثابت ہوسکتا تھا۔ یہ محب وطن اہل نظر سے پوشیدہ نہ تھا۔ ۷۰ء کی دہائی میں اس پر قادیانیوں نے زور وشور سے تعمیراتی کام کا آغاز کیا۔ لیکن صد ہا آفرین کے قابل ہیں غیور اہلیان ایبٹ آباد جنہوں نے ۱۹۷۲ء میں ربوہ ثانی کی اینٹ سے اینٹ بجا کر ارض پاک پر ایک احسان عظیم کیا۔ فیصلہ کن تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں بھی اس شہر کا کردار مثالی رہا۔ ۱۱رجون ۱۹۷۴ء کو تحریک ختم نبوت کے لیے ایک فقید المثال جلوس نکالا گیا۔ یہ سرزمین ہزارہ کی تاریخ کا سب سے بڑا جلوس تھا۔ اس جیسا جلوس تحریک آزادی کے دوران بھی دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔ اس روز ایبٹ آباد کے گردونواح کے کئی مقامات ایسے تھے جہاں پر مساجد میں آذان دینے کے لیے کوئی بالغ مرد پیچھے نہیں رہا تھا۔ عقیدہ ختم نبوت سے اس قدر گہری وابستگی اس شہر کے باسیوں کی رحمت عالم ﷺ سے سچی محبت کی منہ بولتی تصویر ہے۔

قابل صد احترام مہمانان گرامی! مرزائیت، ایک ملک دشمن سیاسی تحریک ہے۔ اس کے مقاصد بھی سیاسی ہیں۔ ملک عزیز کی شہ رگ کشمیر کو دشمن کے ہاتھ دینے میں یہی طبقہ ملوث رہا ہے۔ گذشتہ دو دہائیوں میں ملک عزیز میں دہشت گردی اور فرقہ واریت کی جس لہر نے جنم لیا اور پروان چڑھی ہے۔ اس کے پیچھے بھی قادیانی جماعت سرگرم عمل ہے۔ قادیانیت کسی مذہب اور عقیدہ کا نام نہیں ہے۔ رحمت عالم ﷺ سے بغاوت کا دوسرا نام قادیانیت ہے۔ اس کا تعاقب اور سد باب بلاشبہ رحمت عالم ﷺ کی خوشنودی کا باعث ہے۔ اسی فرض کی ادائیگی کے لیے ہم سب آج یہاں جمع ہیں۔ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت ایک انتہائی مقبول عمل ہے۔ یہ رحمت عالم ﷺ کی توجہات کو متوجہ کرنا ہے اور ملکی بقاء وسلامتی اور امن وخوشحالی کے لیے رب العزت کے حضور دامن طلب کو پھیلا دینا ہے۔ اس موقع پر جملہ علماء کرام سے اپیل کی جاتی ہے کہ ملک کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کے تحفظ کے لیے اپنا کردار ادا کرتے

رہیں اور مہینے کے کم از کم ایک جمعے کا بیان خالصتاً عقیدہ ختم نبوت کے لیے وقف کریں۔

حضرات گرامی! آج کے دن اس امر کا اظہار کئے بغیر چارہ نہیں کہ آج سے چار روز قبل یعنی ۵رمئی ۲۰۱۰ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ جن کی سرپرستی میں اس کانفرنس نے منعقد ہونا تھا وہ انتقال فرماگئے۔ اِنّا للہ و اِنّا الیہ راجعون!

حضرات محترم! حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ نے اپنے استاذ محترم شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی صدارت میں ۱۹۷۳ء سے ۱۹۷۷ء تک چار سال عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے نائب امیر اور پھر حضرت بنوریؒ کے وصال کے بعد ۱۹۷۷ء سے اس وقت تک مسلسل تینتیس (۳۳) سال عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے امیر مرکزیہ کے طور پر گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ آپؒ کے عہد امارت میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا کام چہار سو عالم میں وسعت پذیر ہوا۔ آپؒ کی امارت کا دور تحفظ ختم نبوت کی تاریخ کا سنہری باب ہے۔ آپؒ کی قیادت میں ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت چلی۔ جس کے نتیجے میں قادیانیت کے خلاف امتناع قادیانیت آرڈیننس منظور ہوا۔ اس آرڈیننس کے جاری ہونے کے بعد قادیانی جماعت کے چوتھے گرو کو خود ساختہ جلاوطنی اختیار کرنی پڑی اور آج بھی اس آرڈیننس ہی کی وجہ سے قادیانی جماعت کے پانچویں چیف گرو کو پاکستان کی سرزمین پر قدم رکھنے کی جرأت نہیں ہو رہی۔ قادیانی جماعت کا مرکز ربوہ جس کا موجودہ نام چناب نگر ہے۔ اس میں اہل اسلام کا داخلہ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مراکز و مدارس کا قیام، سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی داغ بیل، لندن میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر کا قیام، سالانہ ختم نبوت کانفرنس برطانیہ کی بنیاد، یہ سب حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کے عہد امارت میں ہوا۔ آپؒ کا وجود اس دھرتی پر اللہ رب العزت کا انعام تھا۔ آپؒ کا وجود قادیانیت کے خلاف درہ عمرؓ کی ہیبت رکھتا تھا۔ آج وہ ہم میں موجود نہیں اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی چالیس سال کے بعد یہ پہلی کانفرنس ہے جو ان کی صدارت و سرپرستی کے بغیر منعقد ہو رہی ہے۔ ان کی جدائی کے صدمے سے ہم دوچار ہیں۔ ہم اس کانفرنس کو آپؒ کے ایصال ثواب کے لیے منعقد کرنے کا اعلان کرتے ہیں اور اس موقع پر اللہ رب العزت کی توفیق اور عنایت سے اس عزم کا بھی اعادہ کرتے ہیں کہ ہم اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے قادیانیت کا تعاقب جاری رکھیں گے۔ آج کے دن میں ہزارہ کے تمام علماء کرام کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جن کی شبانہ روز محنتوں سے اس تاریخی عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد عمل میں آیا۔ ملک بھر سے تشریف لائے ہوئے مہمان علماء کرام، مشائخ عظام، مذہبی اور سیاسی جماعتوں کے قائدین کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی دعوت پر دور دراز کا سفر کر کے اس کانفرنس کو حقیقی معنوں میں تاریخی اور عظیم الشان بنادیا ہے۔ میں ایبٹ آباد کی تاجر برادری کے لیے بھی دعا گو ہوں جنہوں نے اپنے بازاروں اور مارکیٹوں میں ختم نبوت کانفرنس کے خوبصورت بینرز آویزاں کر کے عشق رسالت کا عملی مظاہرہ کیا ہے۔ ہمیں اس کانفرنس کی بے مثال کامیابی کے لیے سکولز، کالجز اور مدارس عربیہ کے طلباء کی کاوشوں کا بھی اعتراف ہے اور دل ان کی گوناگوں رفعتوں کے لیے محو دعا ہے۔ آخر میں پروردگار عالم سے دعا ہے کہ ہمیں رحمت عالم ﷺ کی سچی محبت اور اطاعت نصیب فرمائے۔

آمین یا ارحم الرحمین بحرمة النبی الاُمّی الکریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم!

ختم نبوت کانفرنس ایبٹ آباد کی تفصیلی رپورٹ!

اعجاز احمد

یہ جنوری ۲۰۱۰ء کی ایک سرد شام کا تذکرہ ہے کہ جب لاہور کی ایک ملاقات میں شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا نے تحفظ ختم نبوت یوتھ فورس ضلع ایبٹ آباد کے جنرل سیکرٹری ساجد اعوان سے ایبٹ آباد میں ایک بڑی ختم نبوت کانفرنس منعقد کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ ساجد اعوان نے ۱۹؍جنوری کو راقم الحروف سے اس بات کا تذکرہ کیا اور پھر ۳۱؍جنوری کو منڈیاں ایبٹ آباد کی جامع مسجد میں کچھ چیدہ چیدہ کارکنوں اور علماء کی میٹنگ رکھی اور وہاں ختم نبوت کانفرنس کا معاملہ زیر بحث آیا۔ میٹنگ کی تجاویز کے مطابق مرکزی عیدگاہ میں کانفرنس کرنا اور ۲یا۹؍مئی کو کانفرنس کرنے کی تجاویز منظور ہوئیں۔ ان معاملات کو طے کرنے کے لئے علماء کرام کی بڑی میٹنگ ۳؍فروری کو مرکزی جامع مسجد ایبٹ آباد میں بلانے کا فیصلہ ہوا۔ بہرحال یہ میٹنگ ۳؍فروری کی بجائے ۴؍فروری کو منعقد ہوئی۔ اس میں کانفرنس کی جگہ کے بارے میں تفصیلی بحث ہوئی۔ تاہم عیدگاہ کی تجویز منظور نہیں ہوئی اور اس کی بجائے بار کلب گراؤنڈ میں کانفرنس کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ مقررین کے حوالے سے مختلف نام پیش ہوئے۔ تمام امور چلانے کے لئے ایک رابطہ کمیٹی بنائی گئی۔ جس میں ڈسٹرکٹ خطیب مولانا عبدالواجد، صاحبزادہ عتیق الرحمٰن، مفتی سید زین العابدین، مولانا محمد صدیق شریفی، مولانا سردار حبیب الرحمٰن، مولانا شکیل اختر، وقار خان، سید مجاہد علی شاہ اور جناب محمد انور شامل کئے گئے۔ مقررین سے رابطے کرنے حتمی بات طے کرنے کے لئے آئندہ اجلاس ۲۰؍فروری کو بلانے کا فیصلہ کیا گیا۔

تاہم یہ تیسرا اجلاس ۲۵؍فروری کو مدرسہ اسحاقیہ ایبٹ آباد میں منعقد ہوا۔ صاحبزادہ عتیق الرحمٰن نے تو جمعیت علماء اسلام (س) کے قائدین سے بات طے کر لی تھی۔ تاہم دوسرے مقررین سے رابطہ نہیں ہوسکا تھا۔ چنانچہ آئندہ اجلاس اس وقت تک نہ کرنے کا فیصلہ ہوا۔ جب تک مقررین سے رابطے کا کچھ نتیجہ سامنے نہیں آتا۔

چوتھا اجلاس ۱۸؍مارچ کو مرکزی جامع مسجد میں منعقد ہوا۔ سب سے پہلے شہید ختم نبوت مولانا سعید احمد جلالپوریؒ کو خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ وقار خان جدون صدر تحفظ ختم نبوت یوتھ فورس نے مرکزی عیدگاہ میں ہی کانفرنس کرنے پر زور دیا۔ اس معاملے پر طویل گفتگو کے باوجود کچھ طے نہ ہوسکا۔ یہ معاملہ طے کیا گیا کہ اشتہار میں مقررین کے نام نہیں ہوں گے۔ صاحبزادہ عتیق الرحمٰن نے حضرت مولانا شیخ سلیم اللہ خان اور ڈاکٹر عادل خان سے بھی وقت لے لیا۔

اس کے بعد کے دنوں میں گورنمنٹ ہائی سکول نمبر۳ ایبٹ آباد کے گراؤنڈ میں جلسے کا فیصلہ ہوا۔ اگلا اجلاس ۲۹؍مارچ کو مکی مسجد کیہال میں ہوا۔ اس میں بھی جلسہ گاہ کا معاملہ سرفہرست رہا۔ گورنمنٹ ہائی سکول نمبر۳ کے گراؤنڈ کے خلاف دلائل دیئے گئے۔ پھر وقار خان جدون نے دوبارہ مرکزی عیدگاہ کے بارے میں دلائل دینے شروع کئے۔ اس دفعہ میٹنگ کی فضا ان کے حق میں سازگار تھی۔ سب نے ان کا ساتھ دیا۔ جس پر صدر اجلاس مولانا

شفیق الرحمٰن نے بھی مرکزی عیدگاہ میں کانفرنس کرنے کی تائید کر دی۔ اب دیگر معاملات زیر بحث آئے۔

پٹی ۲ ہزار، بڑا اشتہار ۳ ہزرا، سٹیکر ۵ ہزار، مہر نبوت کے بیج نما سٹیکر ۵ ہزار، بینرز اور سکرین پرنٹ والے بینرز ۳ سو۔ یہ سب چیزیں تیار کی جائیں گی۔ کانفرنس کے لئے رابطہ دفتر مرکزی جامع مسجد ایبٹ آباد طے پایا۔ پٹی راولپنڈی اور پوسٹر لاہور سے تیار ہو کر آئیں گے۔ مالیاتی کمیٹی میں قاضی شاہد اقبال اور مجاہد شاہ، تشہیری کمیٹی میں ساجد اعوان اور اعجاز احمد جب کہ علماء سے رابطے کے لئے وقار خان جدون اور مولانا صدیق شریفی پر مشتمل کمیٹیاں بنائی گئیں۔

جب یہ تمام امور طے پاگئے اور پٹیاں، سٹیکر اور پمفلٹ بھی تیار ہو کر آگئے تو ۹ رمئی کی کانفرنس کی تیاریاں شروع ہونے لگیں۔ اس وقت خدا کی شان سے صوبے کے نام کی تبدیلی کے مسئلے پر ہزارہ میں ہنگامے اٹھ کھڑے ہوئے۔ خصوصاً ایبٹ آباد کہ جہاں کانفرنس منعقد ہونا تھا۔ ہنگاموں کا مرکز بن گیا۔ کانفرنس کی تیاریوں کا کام سرد پڑ گیا۔ حالات بگڑتے گئے۔ ۱۱ر اپریل کی شام کو انتظامیہ نے دفعہ ۱۴۴ نافذ کر کے کسی بھی طرح کا اجتماع کرنے پر پابندی عائد کر دی۔ تاہم اگلے روز ۱۲ر اپریل کو تحریک صوبہ ہزارہ نے یہ پابندی توڑ دی۔ سارا دن تحریک کے کارکنوں اور پولیس کی جنگ جاری رہی۔ آنسو گیس، لاٹھی چارج اور پتھراؤ کا سلسلہ جاری رہا۔ بالآخر پولیس نے گولی چلا دی۔ کئی لوگ مارے گئے اور لاتعداد زخمی ہوئے۔ اس پر لوگ مزید مشتعل ہوگئے۔ پولیس کی گاڑیاں اور تھانے جلا دیئے گئے۔ اس وقت ایبٹ آباد آثار قدیمہ کا منظر پیش کر رہا تھا۔ ایسے حالات میں ہم لوگ متزلزل تھے کہ کانفرنس ہو سکے گی یا نہیں؟ پھر کئی روز تک لاقانونیت، لوٹ مار، پہیہ جام ہڑتال اور شٹر ڈاؤن کے بعد جب حالات نسبتاً بہتر ہوئے تو کانفرنس کی رابطہ کمیٹی کا پھر اجلاس ۲۳ر اپریل کو بلا لیا گیا۔ اجلاس میں یہ طے کیا گیا کہ ایک ہفتے کے دوران ضلع بھر کی ہر مسجد کے خطیب سے ملاقات کی جائے گی۔ چنانچہ شہر، سلہڈ، ملک پورہ، جبڑیاں، بانڈہ، سنجلیاں، نظامی محلہ، میرا، ٹھنڈا میرا، چھاڑی، شملہ پہاڑی، سبزی منڈی، بانڈہ سپاں، کنج اور کیہال کا علاقہ اعجاز احمد اور قاری خورشید کو دیا گیا۔ منڈیاں، میرپور، کاکول، بانڈہ علی خان، سرسید کالونی، کاغانی کالونی، جب پل تا پبلک سکول اور لمبا بانڈہ کا علاقہ وقار خان جدون اور مولانا صدیق شریفی کو دیا گیا۔ پبلک سکول تا قلندر آباد کا علاقہ مفتی زین العابدین کے حوالے ہوا۔ سپلائی سے جب پل تک، بانڈہ جات، جھنگی، لمبا میرا، لمبی ڈھیری اور اقبال روڈ کا علاقہ قاری ریاض اور قاضی شاہد اقبال کو دیا گیا۔ دوپتھر، بانڈہ پھگواڑیاں، بانڈہ خیر علی خان، بنگی دی موہری، دیہری، بانڈہ املاک یہ دیہات مولانا عبدالواجد اور عبدالرحمٰن کے حصے میں آئے۔ نواں شہر، شیخ البانڈی تا ہرنو اور دھمتوڑ ساجد اعوان اور صاحبزادہ عتیق الرحمٰن کو دیئے گئے۔ ہرنو سے باڑیاں گلیات تک کا علاقہ مولانا سردار حبیب الرحمٰن کو ملا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے علماء کرام اور نوجوانوں نے دن رات ایک کر کے ضلع کے کونے کونے میں کانفرنس کی آواز لگائی۔ کانفرنس کے سلسلے میں آخری اور غیر رسمی اجلاس یکم مئی کو منعقد ہوا۔ جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ عیدگاہ کا دائیں دروازہ خارج ہونے کے لئے، سامنے والا دروازہ داخلے کے لئے اور بائیں طرف والا دروازہ وی آئی پی گیٹ ہوگا۔ تمام کارکن بھی سکینر والے دروازے سے داخل ہوں گے۔ مہمانوں کے ہمرائیوں کو بھی عوامی گیٹ سے داخل ہونا پڑے گا۔ سیکورٹی کے لئے ۲۰۰ افراد مقرر کئے گئے۔ سیکورٹی انچارج مفتی سید زین العابدین کو بنایا

گیا۔ان کے ماتحت کئی گروپ بنا کر ہر ایک پر ایک ایک انچارج بنایا گیا۔سٹیج پر صرف تین افراد مقرر، صدر محفل اور سٹیج سیکرٹری ہوں گے۔باقی علماء نیچے محراب میں تشریف فرما ہوں گے۔

ان تمام امور کے طے پا جانے کے بعد کانفرنس کی تیاریاں زور وشور سے جاری ہوگئیں۔ ہری پور سے کوہستان تک اشتہارات، پٹیاں، سٹیکرز، بینرز اور سکرین پرنٹنگ والے بینرز کی بہار نظر آنے لگی۔ کارکن دن کو ملاقاتیں کرتے۔رات کو پوسٹر اور بینرز لگاتے۔شب وروز کی محنت کے بعد جب شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مورخہ ۳رمئی کو ہزارہ اپنی ٹیم مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا محمد طیب فاروقی، مولانا زاہد وسیم کے ہمراہ پہنچے تو کانفرنسوں پر جوبن آ گیا۔ چنانچہ موصوف نے ۳رمئی بعد نماز مغرب داتہ، ۴رمئی بعد نماز ظہر شنکیاری، بعد نماز مغرب ہری پور میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنسوں سے خطاب کیا۔ ہری پور کی ختم نبوت کانفرنس کی صدارت حضرت مولانا عبدالغفور ٹیکسلا نے کی۔ جب کہ مقررین میں مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا عبدالسلام اور مولانا قاضی محمد مشتاق بھی شامل تھے۔اطہر سرحدی نے نعتیں پیش کیں۔۵رمئی کو مولانا اللہ وسایا نے بعد نماز ظہر پھلوہ اور بعد نماز مغرب ناڑی والی مسجد مانسہرہ میں ختم نبوت کانفرنسوں سے خطاب کیا۔ وہیں حضرت امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمدؒ کی رحلت کی خبر ملی اور کانفرنس مختصر کر کے مولانا اللہ وسایا کندیاں شریف روانہ ہوئے۔

ایسے کڑے وقت میں ختم نبوت یوتھ فورس ضلع ایبٹ آباد نے حوصلہ نہ ہارا اور فوراً یہ فیصلہ کرلیا کہ کانفرنس قطعاً ملتوی نہیں ہوگی۔ بلکہ حضرت مرحومؒ کی روح کے ایصال ثواب کی خاطر ضرور منعقد ہوگی۔ مولانا اللہ وسایا کندیاں سفر کی وجہ سے ۶رمئی کو بعد نماز ظہر بالاکوٹ اور بعد نماز مغرب مسجد عمار بن یاسرؓ مانسہرہ کی ختم نبوت کانفرنسوں سے خطاب نہ کر سکے۔تاہم یہ دونوں پروگرام منعقد ہوئے۔

کندیاں شریف سے واپسی پر ۷رمئی کو مولانا اللہ وسایا نے بانڈہ دلازاک میں جمعہ پڑھایا اور اسی رات دھمتوڑ میں ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کیا۔اسی طرح مرکزی جامع مسجد ایبٹ آباد میں مولانا فقیر اللہ اختر، قلندر آباد کی جامع مسجد میں مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، شہزادہ بخارا مسجد میں مولانا زاہد وسیم نے جمعہ کے اجتماع سے خطاب کیا۔ جب کہ ہزارہ بھر کی جملہ مساجد میں یوم ختم نبوت منایا گیا اور علماء کرام نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ مولانا فقیر اللہ اختر نے ۷رمئی کو بعد نماز عصر نواں شہر بازار والی مسجد، بعد نماز مغرب بن والی مسجد اور بعد نماز عشاء مسجد خلفائے راشدین میں خطاب کیا۔ جبکہ مولانا زاہد وسیم نے ۷رمئی کو بعد نماز مغرب کچہری مسجد ایبٹ آباد میں خطاب کیا۔ ۷رمئی کو مولانا عبدالسلام نے بیدڑہ میں نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب کیا۔ مولانا زاہد وسیم نے ۶رمئی کو بعد نماز مغرب بانڈی ڈھونڈاں میں خطاب کیا۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے ۷رمئی کو بعد نماز جمعہ بحالی میں خطاب کیا۔ جب کہ نماز عصر کے بعد انہوں نے حویلیاں کے قریب جمیاں میں مدرسہ امام ابوحنیفہؒ میں خطاب کیا۔ نماز مغرب کے بعد انہوں نے سالار میرا اور بانڈہ پیر خان میں جبکہ ۸رمئی کو داتہ چوک کی مسجد خضریٰ میں خطاب کیا۔

۲۹راپریل بروز جمعرات چھتر پلین میں عظیم الشان ''علماء کنونشن'' منعقد ہوا۔ مفتی سید زین العابدین اور مولانا عبدالواجد نے خطاب کیا۔ انہی ہر دو حضرات نے مرکزی جامع مسجد بٹگرام میں بھی خطاب کیا۔ جب کہ

تھاکوٹ اورآلائی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بٹگرام ضلع کے امیر مولانا نجم الدین نے خطابات کئے۔اسی طرح پیر طریقت حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی نے بٹگرام، مانسہرہ اورایبٹ آباد کے دورے کر کے ختم نبوت کانفرنس کے لئے لوگوں کو تیار کیا۔مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے مبلغ مولانا محمد طیب فاروقی نے ختم نبوت کانفرنس کے سلسلے میں یکم رمئی کو لورہ، ۵رمئی کو بفہ، چھتر پلین، بٹگرام، ۷رمئی کو زکریا مسجد گلی ڈھیری اور جامع مسجد بلال گڑھی حبیب اللہ، جب کہ ۸رمئی کو شنکیاری اور اچھڑیاں کا دورہ کیا۔انہوں نے مدرسہ عربیہ گڑھی حبیب اللہ میں علماء سے خطاب کیا۔ جب کہ پریس کلب گڑھی حبیب اللہ میں صحافیوں سے بات چیت کی۔اسی طرح سگدار کے محمد فیاض اور مرکزی جامع مسجد مانسہرہ کے مفتی وقار الحق عثمانی نے بالاکوٹ، شوہال، بسیاں، گڑھی حبیب اللہ، شموری، نرال گڑھی حبیب اللہ، بھیڑکنڈ، مکڑیال، جابہ، عطر شیشہ، مانسہرہ شہر، شنکیاری، خاکی، خواجگان، بفہ اور اچھڑیاں کے طوفانی دورے کئے۔ دونوں حضرات نے علماء کرام اور طلبہ کے وفود سے ملاقاتیں کیں۔مختلف جگہوں پر خطابات کئے اور ہر جگہ ۹رمئی کی کانفرنس کی دعوت دی۔

ضلع ہری پور بھی کسی سے پیچھے نہ رہا۔ہانڈی بریلہ میں مولانا سید احسان علی شاہ اور مولانا ہارون الرشید شامی، خانپور میں مولانا ہارون الرشید شامی، ٹی آئی پی کالونی میں حفیظ الرحمٰن، مولانا محمد الیاس، قاری عمر خان، شاہ محمد میں مولانا ہارون الرشید شامی، مولانا حفیظ الرحمٰن، موہری میں سیف الرحمٰن، مولانا ہارون الرشید شامی، کانگرہ کالونی میں مولانا قاری محمد یعقوب، مولانا قاری شفیق الرحمٰن، مولانا ہارون الرشید کلاواں میں مولانا محمد صدیق، ڈھینڈہ میں مولانا عارف شامی (مبلغ گوجرانوالہ)، قاری محمد یوسف عثمانی اور مولانا قاضی عبدالباقی نے دورے کئے۔ہر جگہ علماء وطلبہ سے ملاقاتیں کی۔جلسوں سے خطاب کئے اور ۹رمئی کی کانفرنس کی دعوت دی۔اس کے علاوہ جناب سیف الرحمٰن، اورنگزیب اعوان، صابر غفور علوی بھی ساری کاوش میں شامل رہے۔مانسہرہ میں تحفظ ختم نبوت یوتھ فورس کے ضلعی صدر عبدالرؤف روفی اور عابد خان اپنی پوری ٹیم کے ساتھ سرگرم عمل رہے اور ۹رمئی کی کانفرنس کے سلسلے میں عوامی رابطہ مہم میں بڑھ چڑھ کر کردار ادا کرتے رہے۔جگہ جگہ ختم نبوت کانفرنسوں کا یہ سلسلہ جاری تھا کہ ایک اور رکاوٹ سامنے آگئی اور وہ یہ تھی۔مسلسل بارشیں، ایبٹ آباد میں بارشوں سے گرمی کا زور ٹوٹ گیا۔تاہم مسلسل بارش کی وجہ سے یہ خدشہ سامنے آیا کہ اگر خدانخواستہ کانفرنس والے دن یا ایک روز قبل بارش ہوگئی تو جلسہ گاہ کیچڑ سے لت پت ہوجائے گی اور کانفرنس وہاں نہیں ہوسکے گی۔تاہم اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم یہاں بھی شامل حال ہوا اور ۸رمئی کو موسم بالکل صاف تھا۔۷رمئی کو مولانا اللہ وسایا نے علماء کرام کے ہمراہ پریس کلب ایبٹ آباد میں پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔

۸رمئی کو مولانا اللہ وسایا نے مکی مسجد ومدرسہ کیہال میں طالبات سے خطاب کیا۔اسی روز بعد نماز ظہر انہوں نے مدرسۃ العلوم الصدیقیہؒ میاں دی سیری میں طلبہ کنونشن سے خطاب کیا۔اس پروگرام میں حضرت شیخ سلیم اللہ خانؒ بھی موجود تھے۔۸رمئی کو کارکنوں نے گاڑیوں کے ذریعے منادی بھی کی۔جب کہ عیدگاہ کو بینروں اور پوسٹروں سے سجایا گیا۔سٹیج بنایا گیا۔شام کو سیکورٹی اور انتظامیہ والے کارکن اپنے کام نمٹاتے رہے۔ضلعی اعلیٰ افسران

نے پنڈال کا دورہ کر کے سیکورٹی کی صورتحال کا جائزہ لیا۔ مولانا اللہ وسایا نے بہ نفس نفیس خود پنڈال آ کر انتظامات کا جائزہ لیا۔ کئی کارکن رات بھر پنڈال میں موجود رہے۔ دیگر اردگرد کی مساجد اور مدارس میں سو گئے تاکہ صبح سویرے آ کر اپنے فرائض سنبھال سکیں۔

کانفرنس کا آغاز

۹ مئی کو صبح دس بجے اعلان کے مطابق بروقت کانفرنس کا آغاز ہوا۔ ظہر سے قبل کے اجلاس اوّل کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایبٹ آباد کے امیر استاذ العلماء مولانا شفیق الرحمٰن نے اور بعد از ظہر دوسرے اجلاس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کے امیر محترم حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی نے فرمائی۔ مقررین حضرات کے نام اور ترتیب یہ ہے۔

پہلی نشست ۱۰ بجے دن تا نماز ظہر

زیر صدارت: مولانا شفیق الرحمٰن (امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ایبٹ آباد) سٹیج سیکرٹری: مولانا صدیق شریفی۔ نعتیں: حافظ جنید مصطفیٰ، اطہر سہرحدی۔ ترانہ ختم نبوت: مولانا شاہ عبدالعزیز۔ بیانات: مولانا محمد عارف شامی (گوجرانوالہ)، مفتی محمود الحسن (لندن)، مولانا محمد طیب فاروقی (اسلام آباد)، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی (لاہور)، مولانا فقیر اللہ اختر (سیالکوٹ)، قاری محمد ارشد (مانسہرہ)، مولانا عبدالوحید قاسمی (اسلام آباد)۔ اختتامی دعا: مولانا سید غلام نبی شاہ جبوڑی۔

دوسری نشست بعد از ظہر

زیر صدارت: حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی (پشاور)۔ مہمان خصوصی وسرپرست اعلیٰ: شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان (کراچی)۔ نعت: حافظ ابوبکر (کراچی)، جناب طارق محمود، جناب مصعب فاروقی۔ سٹیج سیکرٹری: مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، جناب محمد ساجد اعوان۔ نگران اعلیٰ: جناب وقار خان جدون۔ نگران: جناب سید مجاہد علی شاہ۔ قرار دادیں: مولانا عبدالواجد۔ خطبہ صدارت: جناب محمد ساجد اعوان۔ مقررین: حضرت مولانا قاضی عبدالرشید (راولپنڈی)، جناب سراج الحق (سابق سپیکر سرحد اسمبلی)، پیر طریقت حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی (راولپنڈی)، پیر طریقت حضرت مولانا قاضی ارشد الحسینی (اٹک)، شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان (کراچی)، حضرت مولانا حامد الحق حقانی (اکوڑہ خٹک)، جناب اکرام اللہ شاہد (سابق ڈپٹی سپیکر سرحد اسمبلی)، حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی (پشاور)، حضرت مولانا نجم الدین (بٹگرام)، حضرت مولانا علی اختر اعوان (لاہور)، شیخ الحدیث حضرت مولانا زاہد الراشدی (گوجرانوالہ)، شیخ الحدیث حضرت مولانا فضل الرحیم (لاہور)، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف خان (لاہور)، جناب ڈاکٹر خادم حسین ڈھلون (جہانیاں)، جناب مفتی کفایت اللہ ایم۔ پی۔ اے (مانسہرہ)۔ اختتامی دعائے خیر: پیر طریقت حضرت مولانا عبدالغفور (ٹیکسلا)۔۔

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ!

ردقادیانیت کورس خانیوال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام جامع مسجد المینار میں ۲۳،۲۴،۲۵/اپریل ۲۰۱۰ء ردقادیانیت کورس ہوا۔ جس کی نگرانی ولی ابن ولی حضرت خواجہ عبدالماجد صدیقی نے کی۔ کورس کی کامیابی کے لئے ضلعی مبلغ مولانا عبدالستار گورمانی، ناظم اعلیٰ مولانا عطاء المنعم نے خوب محنت کی۔

ردقادیانیت کورس لاہور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام جامع مسجد جے بلاک ماڈل ٹاؤن میں ۲۵،۲۶،۲۷/اپریل کو ردقادیانیت کورس منعقد ہوا۔ جس میں سینکڑوں حضرات نے شرکت کی۔ ۲۵/اپریل بعد نماز مغرب شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا اور لاہور کے مبلغ مولانا عزیزالرحمٰن ثانی نے خطاب کیا۔ ۲۶/اپریل مولانا نعیم الدین استاذ الحدیث جامعہ مدنیہ کریم پارک نے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت پر لیکچر دیا۔ ۲۷/اپریل کو جناب محمد متین خالد نے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت پر خطاب کیا۔ بعد نماز عشاء اختتامی نشست سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے امیر مولانا مفتی محمد حسن نے خطاب کیا۔ ۵۰۰ حضرات نے کورس میں شرکت کی۔ جنہیں اعزازی سندات دی گئیں اور منتظمین اور معززین علاقہ کو ختم نبوت ایوارڈ دیئے گئے۔ مسجد کی انتظامیہ نے بھرپور ساتھ دیا۔

ردقادیانیت کورس علی پور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام جامعہ امدادیہ حبیب المدارس حبیب آبادیا کی والی، جامعہ حسینیہ علی پور میں تین روزہ کورس کا اہتمام کیا گیا۔ ۴/مئی صبح ۱۰ بجے تا ۱۲ بجے جامعہ حسینیہ علی پور میں اسی روز مغرب سے عشاء تک جامعہ امدادیہ حبیب المدارس یا کی والی میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے لیکچر دیا۔ ۵/مئی دس تا ساڑھے گیارہ بجے جامعہ حسینیہ میں عقیدہ حیات اور رفع ونزول مسیح علیہ السلام کے عنوان پر مولانا شجاع آبادی نے بیان کیا اور طلبہ کے اشکالات کے جوابات دیئے۔ اسی روز نماز مغرب سے عشاء تک رفع ونزول مسیح علیہ السلام اور احادیث نبویہ کے عنوان پر مولانا شجاع آبادی نے بیان کیا۔ کورس کے آخری لیکچر کے اختتام پر مولانا محمد مکی مہتمم جامعہ امدادیہ حبیب المدارس، مولانا اجود حقانی مہتمم جامعہ حسینیہ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا شکریہ ادا کیا۔

فون نمبر کی تبدیلی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں 4514122 فون نمبر زیادہ زیر استعمال تھا۔ اس کی مسلسل خرابی کے باعث اسے کٹوا کر نیا نمبر لگوادیا ہے۔ جس کا نمبر ہے 4783486 اب جماعتی رفقاء اس نمبر پر رابطہ کیا کریں۔ ناظم دفتر مرکزیہ ملتان!

تبصرہ کتب!

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے...... ادارہ!

اکابرین وفاق المدارس پاکستان: مولف: مولانا قاری محمد اکبر شاہ بخاری: صفحات: ۳۳۶:
قیمت درج نہیں: ناشر: مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور!

حضرت مولانا سید محمد اکبر شاہ بخاری ہمارے ملک کے نامور دانشور اور خیر کی توفیق کے حامل عالم دین ہیں۔ اس کتاب میں ڈیڑھ صد سے زائد عنوان قائم کر کے اکابر علمائے وفاق المدارس کے حالات قلمبند کئے ہیں۔ شخصیات وجامعات اور وفاق المدارس کی تاریخ کے بہت سارے گوشے اس میں محفوظ ہوگئے ہیں۔ جلد خوبصورت، کاغذ قابل قبول، باقی سب اچھا۔ ایک تاریخی اور یادگارنئی تالیف پیش کرنے پر مؤلف ڈھیروں مبارک باد کے مستحق ہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ حیات وفقہی کارنامے: مؤلف: جناب مشتاق احمد قریشی: صفحات: ۲۴۸:
قیمت: ۱۵۰ روپے: ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار لاہور!

کتاب کا موضوع نام سے ظاہر ہے۔ محترم قریشی صاحب کی اس کتاب پر ہمارے مخدوم شہید ختم نبوت حضرت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ اور ہمارے مخدوم حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ کی تقریظات کتاب کی ثقاہت کے لئے کافی ہیں۔ حضرت امام الاعظم ابوحنیفہؒ کے حالات وواقعات اور آپ کے علمی مقام اور کارناموں سے باخبر ہونے کے لئے عام فہم، سادہ مگر دلکش بہت ہی بہتر یہ کتاب ہے۔ طباعت کے جملہ مراحل میں اعلیٰ ذوق کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ کتاب اپنی دلکشی وجاذبیت کے باعث شروع کریں گے تو ختم کئے بغیر آپ کو چین نہ آئے گا۔ مطالعہ شرط ہے۔

ماہنامہ تعمیر وافکار کراچی کی حضرت مولانا مفتی غلام قادرؒ پر اشاعت خاص: مرتب: حافظ حقانی میاں قادری: صفحات: ۴۱۶: قیمت: ۲۸۰ روپے: ملنے کا پتہ: زوار اکیڈمی پبلی کیشنز A-۴/۱۷، ناظم آباد نمبر۴ کراچی وجامعہ خیر العلوم خیر پور ٹامیوالی ضلع بہاول پور!

جامعہ خیر العلوم خیر پور ٹامیوالی ضلع بہاول پور کے بانی ومہتمم حضرت مولانا مفتی غلام قادر مرحوم (ولادت ۱۹۲۰ء، وفات ۲۰۰۷ء) کی یاد میں ماہنامہ تعمیر وافکار کراچی نے اشاعت خاص کا اہتمام کیا۔ طباعت، کاغذ، ترتیب وتجلیل میں بہت ہی اعلیٰ ذوق کی تسکین کا سامان کیا ہے۔ اس اشاعت خاص پر ماہنامہ کی منتظمہ اور جامعہ خیر العلوم کے منتظمین ڈھیروں مبارک باد کے مستحق ہیں۔ ایک علمی یادگار تاریخی دستاویز کا حسین گلدستہ یہ کتاب ہے۔

☆..........................☆

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

لا نبی بعدی

مدرسہ ختم نبوۃ ـ مسلم کالونی چناب نگر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

سالانہ نیشنل کورس ردِ قادیانیت و عیسائیت کورس

نامور علماء و مناظرین و ماہرینِ فن لیکچر دیں گے انشاء اللہ

زیر سرپرستی

حضرت مولانا یادگار اسلاف عزیز الرحمٰن جالندھری صاحب

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم نائب امیر مرکزیہ

- کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے
- شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش، خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا
- کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔
- داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

بتاریخ 5 شعبان ۱۴۳۱ھ مطابق 17 جولائی 2010

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ○ چناب نگر ضلع چنیوٹ

چناب نگر: 047-6212611

ملتان: 061-4783486

قیمت فی شمارہ -/10 روپے

قیمت سالانہ -/100 روپے